رسالہ

فاتح الابصار

BRA

تالیف حضرت قدوۂ اولیائے کبار زبدۂ عظمائے اخیار سر اللہ الاکبر سیدنا و مولانا

حافظ شاہ علی انور قلندر قدس سرہ الاطہر

معہ ترجمہ و تحشیہ

از خلف سلف الاثر جناب مولانا مولوی محمد تقی حیدر صاحب سلمہ اللہ العلی الاکبر

در مطبع سرکاری ریاست رامپور طبع شد

فہرست کتاب ہذا

مضمون

بسم الله الرحمن الرحیم

سبحانک یا من هو لا تدرکه الابصار
وهو یدرک الابصار وهو اللطیف الخبیر
والصلوة علی محمد نور الانوار وکاشف
الاسرار بشیر ونذیر وعلی آله واصحابه الذین
هم کاظم انوار سید الابرار واولیائه العظام
الاخیار وانهم بالسلام جدیر

امّا بعد از مدتے کوکب این تمنا بر سپهر علم
فروز شهادت داشت و بدر کامل این آرزو بر چار دهم
دل میتافت که تحریرے شافی در بیان مسائل چند
برنگارم و دوام تقریرے وافی در رام کردن این
وحشیان قلبی بگستر خصوصًا پرتو چراغ روشت
باری را که در شبستان علم تجلی نموده بود یا جهت افروز

بسم الله الرحمن الرحیم

پاک ہے وہ جسکا ادراک آنکھیں نہیں کر سکتیں اور
وہ ابصار تو انکا ادراک کرتا ہے اور وہ لطیف خبیر ہے
اور درود حضرت محمد صلعم پر جو نور الانوار اور اسرار
کے کھولنے والے اور بشارت دینے اور خوف دلانے
والے ہیں اور انکی اولاد و اصحاب پر جو آنحضرت صلعم
کے انوار سے منور ہیں اور انکی اولیا امت پر جو بزرگ بہتر اور لائق سلام ہیں

اما بعد ایک عرصہ سے اس خواہش کا تارہ میرے
آسمان قلب پر روشن اور اس آرزو کا بدر کامل
دل کے چودھویں آسمان پر جلوہ فگن تھا کہ ایک عمدہ تحریر
چند مسائل کے بیان میں لکھوں اور دوام تقریر ان
وحشیان قلبی کو مسخر کرنے کو بچھاؤں خصوصًا پر تو چراغ روشت
باری کو جو میرے شبستان علم میں اجالا پھیلا اس سے صفحہ

قرطاس سازم شاید که تذکرهٔ این جسمانیات رفته
رفته باحسانِ روحانی کشد و بصارتِ مرا از تنگنای
مکان بو سعتکدهٔ دیدارِ بیکیف و لامکان برد۔
للّٰه الحمد والمنة که بعد از سعی بلیغ و جهدِ وافر بخواهش
و فرمایش بعضی از احباب پریزادان تمنا را بافسون
قلم تسخیر کشیدم و صورهای که وحشیانه بر آمدن خاطر
سیگردیدند بگلدام تحریر و تصویر در آوردم فی گلهای
تحقیقی اند که در دامن ورق ریخته زرها در بوته گداختم
و بشکل تفصیلی اند که در گلوی قلم آویختم امید که حسنِ قبول
بینندگان مرا بخطاب کان سعیکم مشکورا
نوازد و حق شناسی عزیزان نیازمند را بنوید هل
جزاء الاحسان الا الاحسان سرفراز سازد
مسائلیکه تا کنون برداشته ام در ابیات بیان آن
در سینه این اطبا افروخته تمثیل و بیان چند مسئله از
نام این رساله فلتح الابصار گردانیده بو که
بصیرت بخشاید و باصرهٔ ان را با سبب البصیرت قرب
نوازد یا اللّٰهم نور قلبی کما جعلت اسمی
باقرار البشر علی المدعو بالانوار کبری
اکبریت ای باسم انسابی شاه علی اکبر خلیفه
حیدری شاه حیدر علی قلندر و حضرت

کاغذ روشن کرون شاید کہ ان جسمانیات کا تذکرہ
مجھکو احسانِ روحانی اور میری بصارت کو تنگنای
مکان سے وسعتکدہ دیدارِ بیکیف و لامکان کی طرف
لیجائے خدا کا شکر و احسان ہے کہ انتہا کی کوشش کے
بعد بعض دوستون کی خواہش و فرمایش سے
پریزادانِ تمنا کو بیچ افسونِ قلم سے مسخر کیا اور ان
وحشی صورتونکو جو میرے دل مین پھرتی رہتی تہین تحریر
تصویر کے گلدام مین لے آیا نہین بلکہ وہ گلہای تحقیق
ہین جنکو دامن ورق مین بکھیر کر زرِ خالص بنا کر پگھلایا
مین ڈالا اور انکی تفصیلی ہیکلین بنا کر گلوی قلم مین پہنائین
مجھے امید ہے کہ ناظرین کا حسنِ قبول مجھکو کان سعیکم
مشکورا کے خطاب سے سرفراز اور مخلصین کی حق شناسی
نیازمند کو ھل جزاء الاحسان الا الاحسان
خوشخبری سے ممتاز کریگی جن مضامین کے بیان کرنیوالا ہون
وہ چند مسائل ہین اور اس رسالہ کا نام فلتح الابصار
ہے تاکہ اس سے نابیناؤنکو بصیرت نصیب ہو بینائی والونکو
رب البصیرت قرب حاصل ہو۔ خداوندا میرا لقب
جسطرح میرا نام تو نے لوگونمین علی انور مشہور کیا اور مجھکو
بزرگ کرے جسطرح میرے والد کو بنام نامی (حضرت
شاہ علی اکبر خلیفہ حیدری حضرت شاہ حیدر علی قلندر

احسان بجا آوری عبودیت با مشاہدہ ربوبیت ۱۲ سلمہ ترا بری کوشش مشکور ہوئی ۱۲ سلمہ احسان کا بدلہ بجز احسان کے کیا ہے

اوستاذی و مولائی شاه تقی علی الکاظمی
روح الله روحهما و اوصل الینا فتوحهما۔

مسئلهٔ اول رویت باری و لقائے او در قیامت
چگونه خواهد شد جواب اینجا سه فصل اند

فصل اول این مسئله در رسالهٔ درر مصنفهٔ حضرت
سرمایهٔ علم و هنر مولانا شاه رفیع الدین محدث دهلوی
بتفصیل مستوفی مرقوم است عجالة الوقت اینست که
عقیدهٔ اهل سنت و جماعت است کثرهم الله جماعتهم
که دیدار الٰهی در جنت بے جهت خواهد شد یعنی بغیر لون
و شکل و بعد و جهت تصویر این کلام محققان اهل کشف
عقل بچند وجه بیان کرده اند چنانچه خود حضرت شاه صاحب
در جواب سائلے تحریر فرموده اند که حکیم ابو نصر فارابی در
کتاب فصوص خود میگوید که انکشاف شی گاهے بر وجه
جزئی شخصی میباشد و گاهے بوجوه کلیه که عنوان یک شخص
یا اشخاص کثیره شود و اول را رویت و ثانی را معرفت
و ثالث را علم گویند حاصل در وقت تعلق بدن از
حق جل شانه قسم ثانی است و بعد خلع بدن این معرفت
ترقی نموده بدرجه اول رسد این را تعبیر برویت نموده
میشود و این کلام نقل مضمون است نه ترجمه عبارت
و از کلام حضرت مجدد چنان مستفاد میشود که لذتیکه
مبصر و باصره را در وقت معائنه حاصل میشود

اُستادی و مولائی شاہ تقی علی قلندر کاظمی قدس
سرہما بزرگ کیا۔

پہلا مسئلہ قیامت مین خدا کا دیدار اور ملاقات
کیونکر ہوگی۔ جواب اِس مین تین فصلین ہین

پہلی فصل یہ مسئلہ رسالہ دُرر مصنفہ سرمایہ علم و
ہنر حضرت مولانا شاہ رفیع الدین محدث دہلوی
مین پوری تفصیل سے مرقوم ہی مختصر یہ ہی کہ اہل سنت
و الجماعت کا اسپر اتفاق ہی کہ دیدار حضرت حق
جنت مین بے جہت ہوگا یعنی بلا رنگ و شکل و بُعد
و جہت محققین اہل کشف نے یہ مسئلہ کئی طرح سے
بیان کیا ہی چنانچہ خود حضرت شاہ صاحب نے
ایک سائل کے جواب مین تحریر فرمایا ہی کہ حکیم ابو نصر
فارابی اپنی کتاب فصوص مین لکھتے ہین کہ شی کا
انکشاف کبھی بروجہ جزئی شخصی ہوتا ہی اور کبھی بوجوہ
کلیہ کہ جو وجوہ کلیہ ایک یا زیادہ اشخاص کا عنوان ہون
اول کو رویت دوسری کو معرفت تیسری کو علم کہتے ہین
تعلق بدن کے وقت جو انکشاف حق جل شانہ کا حاصل
ہوتا ہی وہ قسم ثانی ہی اور بعد خلع بدن یہ معرفت
ترقی کرکے اول درجہ پر پہنچتی ہی جسکو رویت سے تعبیر کرتے ہین
یہ کلام مضمون کی نقل ہے نہ ترجمہ عبارت اور حضرت مجدد کے کلام سے یہ
پایا جاتا ہی کہ وہ لذت جو دیکھنے والے اور نظر کو معائنہ کے وقت حاصل

بقدرتِ الٰہی بہ نسبتِ آن ذاتِ مقدسہ بیچگون
لذتے در بصر و مبصر پیدا خواہد شد و این را بجز ابصار
و رویت تعبیر نتوان کرد کہ عبارتے دیگر بجز این تعبیر
مفید انکشافِ تام نبودہ است و بعضی دیگر نفہمیدند
کہ رویت در رائی متحقق شود و بحصولِ تمثلِ مرئی در
جلیدیہ و از آنجا بمجمع النور و از آنجا در حسِ مشترک
و از آنجا بنفسِ ناطقہ صورتِ خیالیہ و وہمیہ و عقلیہ
تجرید میکند و در ہمین رشتہ نزول میکند اما علمِ عقلی
بواسطہ وہم و خیال بحسِ مشترک نزول میکند و شبیہ
حالتِ ابصار حاصل میگردد اما چونکہ با جلیدیہ
نزول نیست ابصارِ حقیقی نتوان گفت و در آنجہان
کہ نفوس مقدسہ و مطمئنہ گشتہ کمالِ اتصاف
بجنابِ مبدء پیدا میکنند اشعہ نورانی آن ذاتِ
مقدسہ بر قوتِ عقلیہ و وہمیہ پرتو میزنند و از آنجا
بر خیال و حسِ مشترک نزول میکنند و بسببِ شروع
فیضِ الٰہی و قوتِ مدرکہ انسانی در رفعِ موانعِ نوم
و تعطیلِ حواس در مجمع النور و جلیدیہ نیز ریزش
خواہد کرد چنانکہ اینجا است درین جہان در جہت
مکان نیست آن معاینہ حقیقت نیز در جہت و در مکان

قدرتِ الٰہی سے اُس ذاتِ مقدسہ کے متعلق ویسی ہی
ایک لذت بصر اور مبصر مین پیدا ہوگی اور اُسکو بجز
ابصار و رویت تعبیر نہین کر سکتے کیونکہ کوئی اور عبارت
بجز اس تعبیر کے انکشافِ تام کا فائدہ نہین دیتی اور بعض اور لوگ
نہین سمجھے ہین کہ رویت دیکھنے والے مین اُسوقت ثابت ہوتی ہے جب
دیکھی ہوئی شی کا عکس پردہ جلیدیہ[1] مین حاصل ہوتا ہے اور
وہانسے مجمع النور پھر حسِ مشترک[2] مین اور وہانسے نفسِ ناطقہ[3] صورتِ
خیالیہ و وہمیہ و عقلیہ کی تجرید کرتا ہے اور (وہ انکشاف بھی اگرچہ)
اسی سلسلہ مین نزول کرتا ہے کیونکہ علمِ عقلی بواسطہ وہم و خیال
حسِ مشترک مین نازل ہوتا ہے اور ابصار کے مشابہ حالت حاصل ہوتی ہے
لیکن چونکہ جلیدیہ کے ساتہ نزول نہین ہے اسلئے ابصارِ حقیقی نہین ہو
سکتی اور اُس عالم مین چونکہ نفوس مقدس و مطمئن ہو کر اُنہی مبدا
کے ساتہ پورا اتصاف پیدا کرتی ہین لہذا اُس ذاتِ مقدسہ کے نور کی کرنین
قوتِ عقلیہ و وہمیہ پر پرتو فگن ہوتی ہین اور وہانسے خیال و حسِ مشترک پر
نازل ہوتی ہین اور بسبب شروع فیضِ الٰہی و قوتِ مدرکہ
انسانی در رفع موانع خواب و تعطیلِ حواس مجمع النور و جلیدیہ
مین بھی ریزش کرینگی جسطرح اس عالم مین خیالات بھی جہت
و مکان مین نہین وہ معاینہ حقیقت بھی بے جہت و
بے مکان

[1] پردہ جلیدیہ [illegible] [2] حسِ مشترک وہ قوت ہے جو تمام صورِ محسوسات کو جو حواسِ خمسہ ظاہرہ
مین منقوش ہوتی ہین قبول کرتا ہے اور وہ بمنزلہ حوض [illegible] کے ہے [illegible] بمنزلہ نہرون کے جو حوض مین پانی پہنچاتی ہین اور اسکا
محل جو [illegible] پیشانی [illegible] [3] نفسِ ناطقہ [illegible] قوتِ مدرکہ انسان مین ایک قوت ہے

نخواہد بود و بعضے گویند کہ در حدیث انچہ در باب
رویت وارد شدہ بر نفی جہت و سلب لوازمِ جسمیت
ایمائے نمید ہد اینقدر ہست کہ آن تجلیِ عیانیِ صوری
از سایر مظاہر بدو وجہ امتیاز میدارد اما از سایر مخلوقات
کہ نیز مظاہرِ صفاتِ آنجناب اندپس بانیکہ ظہور ذات
دران مقام بعنوانِ الوہیت است و در سایرِ مظاہر
بعنوانِ خلقیت و انواعِ کائنات چنانچہ از نار حضرت
کلیم را ندائے انا اللہ لا الٰہ الا انا میرسید و اما
از سایرِ تجلیاتِ صوری و خیالی و حسی آنجہانی پس
بدینوجہ است کہ ظہور ذاتِ مقدسہ دران مقام بظہور
مباینِ صورِ کائناتِ معلومہ و مقرون بجدی از عظمت
و کبریا و نور و بہا و جمال و صفا و شموسِ کمالاتِ ذاتی
و صفاتی و اسمائی خواہد بود کہ حوصلۂ ناظر اکمل و اشرف را
در وہم و عقلِ خود گنجایش ندارد و بر اکثر ازان در تصور
آوردن نمیتوانند و انچہ اہلِ سنت نوشتہ اند کہ رویت
آنجہانی بے کیف است برائے دفع اشکالات معتزلہ
از ثبوتِ لوازمِ جسمیہ گفتہ اند چون حقیقتِ تجلی دریافتہ شود
جملہ اشکالات آنہم رفع میباشند و معہذا بعضے اکابر
میفرمایند کہ نفس را بسبب استغراق در شہودِ حق

نہوگا۔ بعضے کہتے ہین کہ حدیث مین متعلق رویت جو کچھ
آیا ہے اُس سے نفیِ جہت و سلب لوازمِ جسمیت کیطرف
کوئی اشارہ نہین ہے یہ البتہ ہے کہ وہ تجلیِ عیانیِ صوری
تمام مظاہر سے بدو وجہ ممتاز ہے۔ ان تمام مخلوقات سے
(جو اُسکے مظاہرِ صفات ہین) تو اس حیثیت سے ممتاز ہے کہ انمین
ظہورِ ذات بعنوانِ الوہیت[1] ہے اور تمام مظاہر مین بعنوان
خلقیت و انواعِ کائنات جیسے آگ سے حضرت کلیم اللہ
کو آواز انا اللہ لا الٰہ الا انا[2] سنائی دیتی تھی اور
اُس عالم کے تجلیاتِ صوری و خیالی و حسی سے اس طور
پر ممتاز ہے کہ انمین ذاتِ مقدس کا ظہور ایسے ظہور سے
ہوگا جو صورِ کائنات سے علیحدہ اور عظمت و کبریا و نور
و بہا و جمال و صفا و کمالاتِ ذاتی و صفاتی و
اسمائی کے ساتھ ناظرِ کامل کے حوصلۂ عقل و وہم سے
باہر ہوگا۔ اہلِ سنت نے جو یہ لکھا ہے کہ اُس عالم
کی رویت بے کیف ہے تو یہ محض معتزلہ کے
دفع اعتراضات کیلئے کیونکہ اُنھون نے لوازم
جسمیت کو ثابت کیا ہے جب حقیقتِ تجلی معلوم
ہو جائیگی تو انکے اعتراضات سب رفع ہو جائینگے اور باوجود
اِسکے بعضے اکابر فرماتے ہین کہ نفس شہودِ حق[3] مین استغراق کیوجہ

[1] الوہیت کے معنی خدائی اور خداوندی کے ہین اور یہ لفظ مقامِ تفصیلِ صفات پر جو اجمال کا بھی جامع ہو بولا جاتا ہے یعنی جس مقام کہ رب و مربوب کو اعتبار کرتے ہین ۱۲ مترجم [2] مین اللہ ہون بجز میرے کوئی معبود نہین ۱۲ [3] شہودِ حق رویتِ الٰہی یعنی مراتبِ کثرات و موہومات صوری سے عبور کر کے اور توحیدِ عیانی کے مقام پر پہنچکر کل موجودات کی صورتون مین حق کا مشاہدہ کرے غیریت بالکل دور ہو جائے
[illegible]

احساس هیچ غیر از زمان و مکان و جهت و وجود
خود و غیر خود نخواهد بود همین را معاینه بے جهت و شکل
و لوازم جسمیه میتوان گفت بالجمله همچنانکه گفته میشود
که زید و عمر را صریحاً دیدم و حالانکه سوای بعضے اعراض
ایشان ندیده ام هرگاه این مسامحه بغیر در شاهد که موضوع
لغوی لفظ رویت است جاری باشد در غایت ترفع
آن چرا باید کوشید و چرا التزام باید کرد که کنه ذات
صرف که از تعلق ادراک و فهم معرا است بر آن احساس
و ابصار اقتدار نه دارند و این رویت در حق خواص
عوام به سه وجه مختلف میشود یکی بحسب قرب و بعد
دیگر بحسب قلت و کثرت حجب دیگر زیادتی معرفت
صفات و کمی آن که در وے کسب شده و تائیدش
که شبه نیست که بدن ارضی را به نسبت روح حیوانی
در وجدان بدل ذات مقدسه حجاب زیاده تر است
و روح حیوانی همچنین به نسبت عالم مثال متوسط
که عالم عامه ملائکه است و عالم مثال متوسط به نسبت
عالم مثال علوی که مقام ملائکه مقربین است چون
به عالم مثال ترقی نماید صورت همان عالم اکتساب
کند و بدن او حکم ارواح علویه پیدا کند آنچه در اینجا
غیب است آنجا شهادت باشد واشرقت الارض[1]

کسی غیر کا احساس شکل زمان و مکان و جہت اور اپنی
یا وجود غیر کے نہو گا اسکو معاینہ بے جہت و شکل و لوازم
جسمیت کہنا چاہئے جیسے کہا جاتا ہے کہ زید و عمر کو میں نے
صریحاً دیکھا حالانکہ بجز انکے بعض اعراض کے اور کچھ
نہیں دیکھا جبکہ یہ مسامحہ بغیر شاہد میں جو موضوع لہ
لغوی لفظ رویت ہے جاری ہوگا تو اسکے غایت
ترفع میں کیوں کوشش اور التزام کرنا چاہئے کہ کنہ ذات
صرف جو تعلق ادراک و فہم سے معرا ہے احساس و ابصار
اسپر کوئی قدرت نہیں رکھتے اور یہ رویت خواص و
عوام کے حق میں تین وجہوں سے مختلف ہوتی ہے ایک
بسبب قرب و بعد دوسری بسبب کثرت و قلت حجاب
تیسری کمی و زیادتی معرفت صفات جو اسکو دنیا میں
حاصل کی اور تائید یہ ہے کہ بلاشبہ جسم ارضی کو نسبت روح
حیوانی ذات مقدسہ کو قلب میں پانے میں زیادہ تر حجاب
ہے علیٰ ہذا روح حیوانی کو بہ نسبت عالم مثال متوسط جو عالم
ملائکہ کا عالم ہے اور عالم مثال متوسط کو بہ نسبت عالم
مثال علوی جو ملائکہ مقربین کا مقام ہے جب انسان
عالم مثال کیطرف ترقی کرتا ہے تو اسی عالم کی صورت
حاصل کرتا ہے اور اسکا جسم ارواح علویہ کے حکم میں ہو جاتا ہے
یہاں جو کچھ غیب ہے وہاں شہادت ہے واشرقت الارض[1]

[1] اور زمین اپنے پروردگار کے نور سے چمک اٹھی ۱۲

بدیہی جلی است واللہ اعلم وعلمہ احکم

فصل دوم باید دانست کہ آنچہ در بعضی کتب
مذکور شد کہ ملائکہ را دیدار نباشد الا جبرئیل را و آنہم در تمام عمر
یکبار نشنیدہ نبود و جن را نیز دیدار نبود شیخ جلال الدین
سیوطی در رسالہ خود تحقیق کردہ است کہ این سخن صحیح نیست
زیرا کہ شیخ ابوالحسن اشعری کہ امام و رئیس اہل سنت و
جماعت است در کتاب خود تصریح کردہ است کہ ملائکہ را
در بہشت دیدار بود و امام بیہقی نیز بدان تخصیص کردہ و احادیث
نقل نمودہ است و بعضی از ائمہ متاخرین نیز ذکر کردہ اند
و اما جن اگر منع کند جای آن دارد چہ امام ابوحنیفہ و جماعتی
از ائمہ برآنند کہ ایشان را ثواب نبود و در بہشت نہ در آیند
غایت کار و نہایت جزای ایشان آن بود کہ از آتش
دوزخ نجات یابند و با وجود آن فضل خدا واسع است
تواند کہ در حق ایشان از وقایتی باین نعمت نیز نامزد گرداند
اگرچہ ہر روز و ہر جمعہ نبود چنانکہ آدمیان را باشد و در رویت
زنان نیز اختلاف کردہ اند و حق آنست کہ ایشان را
گاہ گاہی مثل ایام عید در ہنگامیکہ ایام بار عام و تجلی تام
باشد دیدار ہست چنانکہ خواص مومنان را صبح و شام
و عموم ایشان را در روزہای جمعہ چنانچہ در احادیث
وارد شدہ یافتہ اند دار قطنی از انس رض روایت میکند

رای المومنون ربہم فاخذ منہم عہدا آمنوا بنظر

انکار ہی واللہ اعلم وعلمہ احکم

دوسری فصل جاننا چاہیے یہ جو بعض کتابون میں
مذکور ہے کہ ملائکہ میں بجز حضرت جبرئیل علیہ السلام کے اور
کسیکو دیدار نہیں ہوگا اور انکو بھی اپنی عمر میں صرف ایکبار
اور جنات کو بھی دیدار نہوگا تو شیخ جلال الدین سیوطی
نے اپنے رسائل میں اسکی تحقیق کی ہے کہ یہ قول صحیح نہیں ہے
اسلئے کہ شیخ ابوالحسن امام اہل سنت والجماعت نے اپنی کتاب میں
تصریح کی ہے کہ ملائکہ کو بہشت میں دیدار ہوگا امام بیہقی نے
بھی اسکی تائید میں حدیثین نقل کی ہین اور بعض ائمہ متاخرین
نے بھی ذکر کیا ہے لیکن اگر جنات کی نسبت کہا جائے تو بیجا نہوگا
کیونکہ حضرت امام ابوحنیفہ اور بہت سے ائمہ اسکے قائل ہین کہ
جنات کے لئے ثواب نہیں اور نہ وہ بہشت میں جائینگے انکا
انجام انتہائی جزا یہ ہوگی کہ وہ دوزخ سے نجات پائیں پھر بھی
خدا کی رحمت وسیع ہے چاہے کبھی انکو اس نعمت سے بھی سرفراز
کردے اگرچہ روزانہ و ہر جمعہ کو آدمیونکی طرح نصیب نہیں اور
عورتون کے بارہ میں بھی لوگون نے اختلاف کیا ہے
حق یہ ہے کہ انکو کبھی کبھی بطور روز عید دیدار ہوگا نہ اسطرح
جیسا کہ عام مومنین کو جمعہ کے روز اور خاص کو صبح و شام
چنانچہ اس بارہ میں حدیثین پائی جاتی ہین دارقطنی
حضرت انس رض سے راوی ہین کہ مومنین نے

اپنے پروردگار کو دیکھا پس انسے اس امر کا عہد لیا گیا

الیہ فی کل جمعۃ وتراہ المومنات یوم
الفطر ویوم النحر گفتم من وتوفیق از خدا است
کہ نساء در عموم مومنین داخل اند چنانکہ ملائکہ و جن پس ہمہ
داخل این بشارت باشند غایت آنکہ تواند کہ این کرامت
مخصوص آدمیان باشد و جن و ملائکہ را نبود اگر دلیلی
برین بگذرد فلا محذور فیہ و لیکن اخراج نساء
جائز نباشد چگونہ تجویز توان کرد کہ فاطمہ زہرا و خدیجہ کبرے
و عائشہ صدیقہ و دیگر نساء اہل بیت رسول اللہ صلعم
و مریم و آسیہ کہ سیدات نساء عالم اند و کامل تر و ضعاف
اند از بسیارے مردمان از دیدار حق تعالے ممنوع و محجوب باشند
یا از عوام مردمان درین نعمت و کرامت کمتر باشند بلکہ
ایشان از عموم مومنات کہ در احادیث توقیت ایشان
با عیاد واقع شدہ است مخصوص و مستثنے دارند صورت
دارد چنانچہ سیوطی خود نیز بدان اشارت کردہ است و آنکہ
گویند نساء مقصورات در خیام باشند سخن ضعیف است
چہ در آنجا خیام حجاب نبود چنانکہ بیوت دنیا و در دو صیغہ
جمع مذکر در یراہ المومنین و انکم سترون
ربکم بطریق تغلیب شائع است واللہ اعلم و نیز سیوطی
گفتہ کہ این تخصیصات و تفصیل در رویت بعد از دخول
بہشت است الا در موقف مخصوص بکسے نبود بلکہ کافران
و منافقان را نیز بود و لیکن بصفت قہر و جلال و کفا

کہ وہ اسکو ہر جمعہ کے دن اور مومنات اسکو ایام
عید مین دیکھینگے۔ بتوفیق خدا میرا یہ قول ہی کہ ملائکہ
اور جن کی طرح عورتین بھی عوام مومنین مین داخل ہین
تو سب اس بشارت مین داخل ہین انتہا یہ ہو سکتی ہی
کہ یہ کرامت آدمیون کے ساتھ خاص ہو جن و ملائکہ کے
لئے نہو اگر کوئی دلیل اسپر گذرے تو کچھ دشوار نہین لیکن
عورتونکو اس کرامت سے خارج کر دینا جائز نہین کیسے
ہو سکتا ہی کہ حضرت خدیجہ کبرے و حضرت عائشہ
و حضرت فاطمہ زہرا اور باقی انحضرت صلعم کی بیبیان
اور حضرت مریم و آسیہ جو تمام عالم کی عورتون سے افضل
اور بہت آدمیون سے کامل ہین خدا کے دیدار سے محروم
و محجوب ہین اور اس نعمت و کرامت مین عام آدمیون سے بھی گھٹ
جائین بلکہ یہ عام مومنات سے مخصوص و مستثنے ہین جیسا کہ
سیوطی نے خود بھی اسکی طرف اشارہ کیا ہی۔ اور یہ جو
کہتے ہین کہ عورتین خیمون مین مستور ہونگی یہ قول ضعیف ہے
اسلئے کہ وہان کے خیمے نہین دنیا کے گھرونکی طرح حجاب نہوگا۔
اور دو نون جو صیغہ جمع مذکر ہو یعنی یراہ المومنین اور
انکم سترون ربکم یہ بطریق غلبہ ظاہر ہی واللہ اعلم اور
سیوطی نے یہ بھی لکھا ہی کہ یہ تخصیصات و تفصیل رویت مین
بعد از دخول بہشت ہین ورنہ موقف مین رویت کسی سے مخصوص
نہوگی بلکہ کفار و منافقین کو بھی ہوگی لیکن انکو بصفت قہر و جلال

بعد ازان محجوب شوند تا حسرت و عذاب زیاده شود واللہ
اعلم و در رویت حق سبحانہ در منام نیز خلاف است و
صحیح جواز اوست و از سلف نقل آن بسیار آمده از امام
احمد منقول است که گفت رب العزت را در خواب دیدم
پرسیدم که یا رب افضل عبادت و اقرب طرق بجناب تو
چیست فرمود تلاوت قرآن مجید و از امام اعظم نقل
است که صد بار رب العزت را بخواب دیده ابن سیرین
که از اکابر تابعین و قدوهٔ علماء تعبیر خواب است میگوید
که هر که پروردگار تعالی را در خواب دید در بهشت در آید
و از غم و اندوه نجات یابد و این حقیقت مشاهدهٔ قلبی است
نه رویت بصری و اگر به بصر بیند مثالے از وی دیده باشند
و حق تعالی را مثل نیست ولیکن مثال هست مثل دیگر است
و مثال دیگر مثل مساوی در جمیع صفات را گویند و در
مثال مساوات در جمیع صفات شرط نیست مثلا عقل را
با آفتاب در جمیع صفات مثل نیست و باوجود آن آفتاب را
مثال عقل مے آرند بمناسبت آنکه چنانکه محسوسات منکشف
بنور آفتاب اند انکشاف معقولات به عقل بود و این قدر
مناسبت در مثال بودن کفایت کند چنانکه پادشاه را
تمثیل با آفتاب کنند و وزیر را بماه کنند اگر کسی آفتاب را
بخواب بیند تعبیرش آن بود که بادشاه را دریابد و اگر
ماه را بیند تعبیرش دریافت وزیر باشد حق سبحانہ

اور وہ پھر محجوب ہو جائینگے تاکہ حسرت و عذاب بڑھ جائے
واللہ اعلم اور خواب مین حق سبحانہ کی رویت کی متعلق
بھی اختلاف ہے لیکن اسکا جواب صحیح ہے بزرگان سلف سے
یہ بات بہت منقول ہے امام احمد سے نقل ہے انہون نے
فرمایا کہ مینے حضرت رب العزت کو خواب مین دیکھا تو پوچھا
کہ تیرے نزدیک افضل عبادت اور نہایت قریب
راستہ کیا ہے ارشاد ہوا کہ تلاوت قرآن مجید حضرت امام
اعظم رحمہ سے منقول ہے کہ انہون نے سو بار حضرت حق عز اسمہ کو
خواب مین دیکھا ابن سیرین مشہور تعبیر دینے والے تابعی کہتے ہین
کہ جسنے پروردگار کو خواب مین دیکھا وہ بہشت مین جائیگا اور غم سے
نجات پائیگا اور یہ حقیقت مشاہدہ قلبی ہے نہ رویت بصری
اور اگر بصر سے دیکھین تو اسکی مثال دیکھینگے حق تعالی کی مثل
نہین ہے لیکن مثال ہے مثل اور چیز ہے اور مثال اور چیز مثل
کل صفات مین مساوی ہونیکو کہتے ہین اور مثال مین کل
صفات مین مساوات ہونا مشروط نہین مثلا عقل کل صفات مین
آفتاب کے مثل نہین پھر بھی عقل کی مثال آفتاب سے اس لئے
دیتے ہین کہ جسطرح محسوسات کا انکشاف نور آفتاب سے ہوتا ہے
اسیطرح معقولات کا انکشاف نور عقل سے ہوا اسیقدر مناسبت
مثال کیلئے کافی ہے جیسے بادشاہ کی تمثیل آفتاب اور وزیر کی ماہتاب سے دیتے ہین
اگر کوئی شخص آفتاب خواب مین دیکھے تو اسکی تعبیر یہ ہوگی کہ بادشاہ کو
پائیگا اور اگر ماہتاب دیکھے تو اسکی تعبیر وزیر کو پانا ہے حق سبحانہ نے

تعالی فرموده مثل نوره کمشکوة فیها مصباح
المصباح فی زجاجة و وی تعالی منزه است که
مصباح و زجاجه و مشکوة و شجره و زیت مثل وی بود
و قرآن را بحبل تمثیل کرده شک نیست که حبل مثل قرآن
نیست بلکه مثالے از و است و عالم منام عالم مثال
است و کیفیت رویت پیغمبر نیز ہمبرین طریق بود و تمام
تحقیق این کلام از بعضے رسائل امام حجة الاسلام باید طلبید
والله الموفق و در جواز رویت سبحانه تعالی در دنیا به بصر
در بیداری دو قول اند و استاد ابو القاسم قشیری صاحب
رساله فرموده است که قول صحیح عدم جواز است اما این
سخن در جواز امکان او ست و لیکن عدم وقوع و تحقیق
آن مر غیر آنحضرت را در شب معراج متفق علیه است و
اجماع محدثین و فقہا و متکلمین و مشائخ طریقت است که
اولیا را حاصل نیست و در تعرف میگوید که ہیچ یکے از مشائخ
ندانم که او دعاے آن کرده باشد و از ہیچ یکے حکایت آن
بصحت نرسیده مگر طائفه جاہل که ایشان از کسے نشناسند
و مشائخ اتفاق دارند بر تضلیل مدعی و تکذیب او
و گفته که ادعاے آن علامت عدم معرفت
حق است و ہر که این دعوے کند به حقیقت خدا
را نشناخته باشد و شیخ علاء الدین قونوی در شرح
تعرف میگوید که اگر از کسے معتبر نقل آن بصحت رسد

فرمایا کہ اُسکے نور کی مثال مثل طاق کے ہے کہ اُسمین
چراغ ہو اور چراغ شیشہ مین حالانکہ وہ اس سے منزہ ہے
کہ مصباح و زجاجہ و مشکوٰۃ و شجر و زیت اُسکی مثل ہو
اسیطرح قرآن شریف کی تمثیل حبل یعنی رسی سے دی
حالانکہ رسی مثل قرآن نہین بلکہ اُسکی ایک مثال ہے اور عالم
خواب عالم مثال ہے اور رویت پیغمبر صلعم کی کیفیت بھی
اسیطرح ہوگی اس کلام کی پوری تحقیق بعض رسائل امام
حجۃ الاسلام مین دیکھنا چاہئے۔ اب یہ امر کہ حق سبحانہ کا دیدار
انہین آنکھون سے دنیا مین ہوسکتا ہے یا نہین اسمین دو
قول ہین استاد ابو القاسم قشیری صاحب رسالہ قشیریہ
کے نزدیک قول صحیح عدم جواز ہے اور یہ بات اُسکے جواز
امکان مین ہے لیکن اُسکا عدم وقوع کسی کے لئے سوا
آنحضرت صلعم کے شب معراج مین متفق علیہ ہے اور متکلمین
و محدثین و فقہا و مشائخ طریقت کا اِسپر اتفاق ہے کہ
اولیا اللہ کو یہ بات حاصل نہین تعرف مین ہے کہ مینے
مشائخ سے کسیکو اس بات کا دعوی کرتے نہین سُنا اور نہ اُنکی
کوئی ایسی حکایت حدِ صحت کو پہنچی مگر جاہل گروہ جنکو کوئی نہین
جانتا اور مشائخ ایسے مدعی کی تضلیل و تکذیب پر متفق ہین
اور کہتے ہین کہ ایسا دعوی دلیل عدم معرفت حق ہے جو یہ دعوا
کرے وہ حقیقتاً خداشناس نہین شیخ علاء الدین قونیوی
شرح تعرف مین لکھتے ہین کہ اگر کسی معتبر بزرگ سے ایسی حکایت پایہ صحت
و ثبوت کو پہنچے۔

تاویلش باید کرد واللہ اعلم وعلمہ احکم۔

فصل سوم

بالجملہ رویت عنایتِ الٰہی است
و درو واجب نیست اجتماع شرائط و عنایتِ الٰہی
خروج این را از تحتِ قدرت بوجود شرائط موقوف
نداشتہ لہذا چیزے از شرائط واجب نیست چنانچہ در
امور روزانہ ہمچنین دیدہ میشود کہ گاہے عطا بے حیثیت
خدمت میشود پس دفع گردید اعتراض معتزلہ از عقلیات
و آنانچہ در قرآن مجید وارد شدہ کہ لا تدرکہ
الابصار مراد از ابصار ابصار کفار اند و قطع نظر ازین میتواند بود

تو اسکی تاویل کرنا چاہیئے[1] ۔ واللہ اعلم وعلمہ احکم۔

تیسری فصل

بالجملہ رویت ایک عنایت الٰہی ہے
جسمین اجتماعِ شرائط واجب نہین اور نہ عنایتِ الٰہی شروط
کے وجود پر موقوف ہی لہذا اسکے لئے کوئی شرط واجب
نہین جیسا کہ روزانہ کے امور مین دیکھا جاتا ہے کہ
کبھی عطا بلا حیثیت و خدمت بھی ہوتی ہے پس
اعتراض معتزلہ جو عقلی ہے دفع ہو گیا۔ اب یہ جو
قرآن شریف مین ہے کہ اسکا ادراک بصارتین نہین
کر سکتین ان ابصار سے ابصار کفار مراد ہین علاوہ اسکے یہ بھی ہو سکتا ہے

[1] جاننا چاہیے کہ یہ کل بحث مشاہدۂ ذات بلا حجاب کے بارہ مین ہی ورنہ تجلیِ حق مظاہر مین آیات و احادیث
قطعی ثابت ہی اور انبیا علیہم السلام و اولیاءِ کرام کو برابر اس سے حصہ حاصل ہوا اور ہوتا رہتا ہی جیسا کہ کلام مجید
مین ہی کہ ہیئے درخت سے موسیٰ کو آواز دی کہ انی انا اللہ لا الٰہ الا انا اور یہی تجلی مظاہر مین حضرات صوفیہ
کے مشہور مسئلہ توحید وجودی کی روح ہی کیونکہ موجودیت اشیاءِ عالم کی حقیقتاً غیر اسکے کچھ نہین کہ حضرتِ حق نے
مطابق استعداد اعیانِ ثابتہ فی العلم کے تجلیِ اظہاری فی الخارج فرمائی ہے اور اس تجلی ذاتی سے ہر ذرہ اپنے
شاکلہ مین انا ولا غیری کا دم مار رہا ہے پس کوئی شخص کسی چیز کو عالم مین نہین دیکھتا ہے مگر یہ کہ ذاتِ حق بقدر
استعداد اُس شاکلہ کے مشاہدہ مین آتی ہے اور یہ منافی آیۂ کریمہ لا تدرکہ الابصار وھو یدرک
الابصار کے نہین کیونکہ مسئلۂ وحدت الوجود کی رو سے رائی اور مرئی و رویت یہ تینون چیزین
ایک ہین اور یہی فردیت حضرتِ وجود کی ہے پس دیکھنے والا بحیثیت رائی ہونے کے شئے مرئی سے
مافوق ہو جاتا ہے۔ لہذا ذات باوجود تجلی فی العالم کے من حیث الذات رویت سے ماورا ہے
کیونکہ رویت ایک صفت ہے نہ کہ ذات لیکن ذات کو صفت کے ساتھ ایک ایسی نسبت ذاتی ہے
کہ کسی صفت کا وجود و ظہور بلا ذات کے ممکن نہین اور وجود من حیث الوجود ذات کا وجود ہے پس
یہ کہنا کہ ذات دیکھی نہین جا سکتی اور یہ کہنا کہ بجز ذات کے کوئی شئے مشاہدہ مین نہین آتی ان دونون کے
ایک معنی ہین کیونکہ مدرک باوجود اپنے ادراک اور شئے مدرکہ دونون کے عین ہونے کے بنفسہ
ذات مین دونون سے ماورا رہتا ہے خصوصاً جبکہ اپنا ادراک آپ کرے پس یہ کل بیانات مندرجہ
کتاب حضراتِ محدثین وغیرہم کے رویتِ ذات من حیث الذات سے متعلق ہین نہ رویت ذات فی
الصفات و فی التجلیات سے اور یہی معنی ذات مین تجلی ممنوع ہونے کے ہین کہ مشہد العین سے فی العین مین بوجہ
عینیت کی رویت کی گنجایش نہین۔ وھذا لا یخفی علی من لہ قلب سلیم ۱۲ مترجم

که معنی آیة چنین بود که لا تدرکه الابصار علی
وجه الاحاطة بجوانب المرئی فی عموم
الاحوال والاوقات پس این آیت مفید عموم
نفی است نه نفی عام وادراک مطلق و یاد دارم که
حضرت استادی هنگام قرائت شرح عقائد در
اثنای این بیان ارشاد فرموده بودند که در آیه کریمه
معنی اول بنظر تحقیقی وغیر تاویلی اند پس دفع گردید
اعتراض معتزله از نقلیات نیز واما آنچه که قوم موسی
بسوال رویت پیش آمد آن بوجه عناد و تعنت قوم
بود در طلب شان نه آنکه رویت فی ذاتها ممتنع
ورنه موسی عم ضرور منع میفرمود وخود چرا طالب ممتنع
میشد و عدم منع موسی عم مشعر است بآنکه رویت
بجد ممکن است وازینجاست اختلاف برویت
حضرت صلعم عائشه صدیقه رض میفرمایند هرکه گوید که
آنحضرت خدا را دید دروغ گفت و دلیل همین آرند
آیت لا تدرکه الابصار را واکثر صحابه مخالف
این دلیل اند ومقرر است که قولیکه دران صحابه
مختلف بوند آن قول قابل حجت نیست امام نووی
از قول ابن جریر میفرماید که گفت عائشه رض نفی رویت
از حدیث مرفوع نکرده اگر حدیث مرفوع
معلوم میشد البته بیان واقعی میفرمودند و در تفسیر

که اس آیت کی معنی اسطرح هون که اسکا ادراک ابصار نہین
اسطرح نہین کرسکتین که جسطرح عام حالات و اوقات
مین اس چیز کو دیکهکر اسکا احاطه کرلیتی هین تو یه آیت
عموم نفی کو مفید هی نه نفی عام وادراک مطلق کی مجهکو یاد هی
که میری حضرت استاد نے شرح عقائد پڑهاتے وقت
اس بیان کی اثنا مین مجهسے فرمایا تها که آیه کریمه مین بنظر
تحقیق معنی اول تحقیقی وغیر تاویلی هین پس اعتراض معتزله
نقلیات سے بهی دفع هوگیا اور حضرت موسی علیه السلام کی قوم کو سوال رویت
مین جو کچه پیش آیا وه بسبب انکے طلب مین سختی کرنیکے هوا نه یه که
رویت فی ذاتها منع تهی اگر ایسا هوتا تو حضرت موسی عم
ضرور منع فرماتے اور خود ایسی ممتنع چیز کی طالب هوتی
حضرت موسی عم کا منع نه کرنا خود اسکا مشعر هی که رویت بهی
ممکن هی اور یہین سے آنحضرت صلعم کی رویت مین اختلاف
حضرت عائشه صدیقه رض فرماتی هین که جو شخص یه کهی که آنحضرت
صلعم نے خدا کو دیکها اسنے جهوٹ کها اور وه اسی آیت
لا تدرکه الابصار کو دلیل مین پیش کرتی هین اور اکثر صحابه
اس دلیل کی مخالف هین اور یه امر مقرر هی که جس قول مین صحابه
مختلف هون وه قول قابل حجت نہین امام نووی بسند قول
ابن جریر فرماتی هین که قول حضرت عائشه نفی رویت
حدیث مرفوع سے نہین کی اگر کوئی حدیث مرفوع
هوتی تو ضرور بیان فرماتین تفسیر شاهی مین

که در آیت نفیِ ادراک است نه نفیِ رویت و معنیِ ادراک
واقف شدن بر جوانب حدود شئ مرئی است
و رویت دریافت کردن شئ است به بصر پس از
نفیِ ادراک نفیِ رویت لازم نمی آید و مراد از ابصار
ابصار کفار اند چنانکه از استاد بالا نقل کردم انس رض
و ابن عباس و حسن و عکرمه رضی الله عنهم قائل اند که
آنحضرت بچشم خود خدا را دید چنانچه ترمذی از عکرمه
روایت میکند که گفت ابن عباس دید آنحضرت پروردگار
خود را بچشم سر من گفتم فرستادم که پس حق لا تدرکه
الابصار چرا فرمود ابن عباس گفت که افسوس
بر فهم تو این آنوقت فرمود که حضرت حق بنور ذات
تجلی فرماید و ابن عمر از ابن عباس گفته فرستاد
که آنحضرت رب خود را در معراج دید یا نه گفت
ابن عباس که آری و بعد از آن ابن عباس گفت
که حق خلت ابراهیم را داد و کلام موسی را و رویت
محمد صلعم را کذا فی المعالم و ابی ذر روایت میکند
که پرسیدم از رسول الله که آیا دیدی پروردگار
خود را فرمود که یکبار لا ریب دیدم او را کما لاحظه کنانیده
شدم و مروزی از امام احمد گفت که عائشه رض میگفت
هر که گفت آنحضرت رب خود را دید افترا کرد بر خدا
پس این کلام چگونه دفع کرده شود امام فرمود

کہ آیت مین نفیِ ادراک ہے نہ نفیِ رویت اور ادراک کے
معنی یہ ہین کہ شئ مرئی کے حدود و جوانب سے واقف ہو اور
رویت کہتے ہین کسی شئ کے بصر سے دریافت کرنیکو پس
نفیِ ادراک سے نفیِ رویت لازم نہین آتی اور ابصار سے
ابصار کفار مراد ہین جیسا کہ مینے استاد سے اوپر نقل کیا
حضرت انس اور ابن عباس و حسن و عکرمہ رضی اللہ عنہم اسکے
قائل ہین کہ آنحضرت صلعم نے اپنی آنکھ سے خدا کو دیکھا
چنانچہ ترمذی نے عکرمہ رض سے روایت کی ہے کہ حضرت
ابن عباس رض نے کہا کہ آنحضرت صلعم نے اپنے پروردگار کو
بچشم سر دیکھا جب عکرمہ نے یہ سنا تو انکے پاس کہلا بھیجا کہ پھر خدا
تعالی نے لا تدرکہ الابصار کیون فرمایا حضرت ابن عباس
نے کہا کہ تمہاری سمجھ پر افسوس یہ ارشاد اسوقت کے لئے ہے جب
حضرت حق بنور ذات تجلی فرماوے حضرت ابن عمر نے حضرت
ابن عباس سے پوچھ بھیجا کہ آنحضرت نے معراج مین اپنے پروردگار
دیکھا تھا یا نہین انہون نے کہا کہ ہان پھر کہا کہ حق نے خلت
ابراہیم کو اور کلام موسی کو اور رویت محمد صلعم کو عطا کی
جیسا کہ معالم مین ہے اور ابی ذر سے مروی ہے کہ انہون نے پوچھا
کہ یا رسول اللہ کیا آپنے پروردگار کو دیکھا فرمایا کہ بیشک ایکبار
مینے اسکو دیکھا اور اسی نے مجھے کہلایا مروزی نے حضرت امام احمد سے
کہا کہ حضرت عائشہ رض نے فرمایا کہ جسنے یہ کہا کہ آنحضرت نے اپنے رب کو دیکھا
اسنے خدا پر بہتان کیا تو یہ قول کیسے دفع ہو سکتا ہے امام نے فرمایا

از قولِ نبوی که سر آیت دنیٰ و قولِ نبوی بالاتر است
از قولِ عائشه کذا فی المواهب و در شفای قاضی عیاض
است که نقاش از امام احمد حکایت میکند که امام میفرمایند
که من بمعانئه حدیث ابنِ عباس میگویم که حضرت صلعم
خدا را بچشم سر دیده است و این کلام را چندان تکرار فرموده
که زبانِ او خاموش شد و از امام ابو الحسن اشعری و امام
حسن بصری مروی است که قسم خورده گفت که آنحضرت
پروردگارِ خود را دیده است و اکثر صحابه بر همین متفق اند
و همین مذهب عروه ابن زبیر و کعب احبار و زهری
و تمام صحابه و تابعین و تبع تابعین است رضوان الله
علیهم اجمعین و مسلم ابو العالیه او از ابنِ عباس در تفسیر
ما کذب الفواد ما رای نقل میکند که آنحضرت
نہ جھوٹ بولا قلب اس چیز میں جسکو دیکھا ۱۲
حق را دو بار بدیدۂ دل هم دیده و طبرانی میگوید که یکبار
از دیدۂ دل و بار دوم از دیدۂ سر و نیز همچنین اختلاف
است در معراج خواب یا بیداری بعضے در بیداری
بروح و جسد قائل اند و بعضے در خواب صرف بروح
اما آنانکه در خواب میگویند دلیل می آرند بقول عائشه
ما فقدت جسد رسول الله صلعم در شب آنکه
این قول قابلِ استدلال نیست چرا که قصۂ معراج
بروح و جسد در بیداری بروایتِ صحیحه قبلِ هجرت بود
و حضرتِ عائشه رض را همبستری در مدینه منوره نصیب شد

که خود آنحضرت صلعم کے اس ارشاد سے که میں نے اپنے پروردگار
دیکھا اور آپکا قول قولِ عائشه رض سے بالاتر ہے جیسا کہ مواہب
میں ہے اور شفای قاضی عیاض میں ہے کہ نقاش حضرت
امامِ احمد سے حکایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ میں
ابنِ عباس کی حدیث دیکھ کر کہتا ہوں کہ آنحضرت صلعم نے
خدا کو بچشم سر دیکھا ہے اور اس بات کی اسقدر تکرار فرمائی
که کہتے کہتے تھک گئے اور امام ابو الحسن اشعری و امام حسن بصری سے
مروی ہے کہ ان دونوں نے قسم کھا کر کہا کہ آنحضرت نے اپنے
پروردگار کو دیکھا ہے اور اکثر صحابہ اسی پر متفق ہیں اور یہی مذہب
عروہ ابن زبیر و کعب احبار و زہری اور تمام صحابہ و تابعین
و تبع تابعین کا ہے اور مسلم ابو العالیہ سے اور وہ حضرت ابن عباس
آیۃ ما کذب الفواد کی تفسیر میں نقل کرتے ہیں کہ آنحضرت
صلعم نے دیدۂ دل سے بھی دو بار حق تعالیٰ کو دیکھا ہے
اور طبرانی کے نزدیک ایکبار دیدۂ دل اور دوسری بار دیدۂ سر
سے دیکھا ہے۔ اسیطرح معراج کے متعلق بھی اختلاف ہے
کہ بیداری میں ہوئی یا خواب میں بعضے بیداری میں روح و جسم
ساتھ قائل ہیں اور بعضے خواب میں صرف روحی معراج کے
جو لوگ معراج خوابی کے قائل ہیں وہ حضرت عائشه کے اس قول
پیش کرتے ہیں کہ رسول الله کا جسم گم نہیں ہوا اسکا جواب یہ ہے کہ یہ قول قابل
نہیں کیونکہ قصہ معراج روحی و جسدی بیداری میں بروایت صحیحہ قبلِ ہجرت
واقع ہوا اور حضرت عائشه کو ہمبستری مدینہ منورہ میں نصیب ہوئی

شاید معراج روحی ہم در مدینہ بحالتِ خواب بوقوع پیوستہ باشد
کہ ایشان حکایت ازان میکنند و در اے این روایت ہم
عائشہ رضی غالب نمیتوانند شد بروایت آنہا کہ این معاملہ را
دیدہ اند و بطریق مشاہدہ بیان کردہ اند کذا فی المدارج
و در شرحِ عقاید ہست کہ والمعنی ما فقد جسدہ
عن الروح بل کان معہ روحہ وجوابِ قولِ
انس رضی کہ مقوی قول قائلین معراجِ روحیست صاف
ظاہر ہست کہ انس مشاہدہ معراج نکرد و نہ از حضرت
شنفت چہ معراج قبلِ ہجرت بود و انس بشرفِ
خدمتِ حضرت بعد ہجرت مشرف شدہ اند و بعضے
دلیلِ معراجِ خوابی آیہ کریمہ مے آرند وما جعلنا
الرؤیا التی اریناک الا فتنۃ للناس و این
آیہ در حالِ معراج نازل شدہ شیخ بدر الدین زرکشی
از جریری و امام مالک نقل میکنند کہ رؤیا بمعنی دیدن
چشم نمی آید جواب اینکہ این حجت ناتمام است چہ رؤیا
بمعنی رویت بعد ہم آمدہ است چنانکہ قریب قرآن
فی رسالۃ المعراجیۃ للرازی ان الرؤیا
ہی الرؤیہ یقال رأی یری رؤیۃ ورؤیا واذا
کان الرؤیا والرؤیۃ واحد فی المعنی
فلا ینبغی للخصم فیہ حجۃ بل نقول ہذہ

ممکن ہی کہ معراج روحی مدینہ میں بھی خواب میں ہوئی ہو
جسکی وہ حکایت کرتی ہیں علاوہ اسکے حضرتِ عائشہ
کی روایت اُن لوگون کی روایت پر جنہوں یہ معاملہ
دیکھا اور بطریقِ مشاہدہ بیان کیا ہی غالب نہیں ہو سکتی
کذا فی المدارج شرحِ عقائد میں ہی کہ اسکے معنی یہ ہیں کہ آپکا
جسم روح سے جدا نہیں ہوا بلکہ آپکی روح کے ساتھ تھا اور
جواب قول انس رض کہ مقوی قولِ قائلین معراج روحی ہی
صاف ظاہر ہی کہ انس رض نے مشاہدہ معراج نہیں کیا اور نہ
آنحضرت صلعم سے سنا کیونکہ معراج قبلِ ہجرت ہوئی تھی
اور انس رض آنحضرت کی شرفِ خدمت سے بعد ہجرت مشرف
ہوئے ہیں اور بعض معراج خوابی کی دلیل اس آیت سے لاتے ہیں
کہ وما جعلنا الرؤیا التی الخ اور یہ آیت حالِ معراج
میں نازل ہوئی شیخ بدر الدین زرکشی جریری اور امام مالک سے
نقل کرتے ہیں کہ رؤیا آنکھہ سے دیکھنے کے معنی میں نہیں آتا ہی
اسکا جواب یہ ہی کہ یہ حجت ناتمام ہی کیونکہ رؤیا رویت
بصر کے معنی میں بھی آیا ہی جسطرح قریب و قرآن رسالہ معراجیہ
امام رازی میں ہی کہ رؤیا سے مراد رویت ہی کہا جاتا ہی رای
یری رؤیۃ ورؤیا اور جب رؤیا اور رویت کے ایک معنی
ہوئے تو مخالف کے لئے اس میں حجت لائق
نہیں بلکہ ہم کہیں گے کہ یہ آیت قولِ معراج کی صحت پر
حجت ہی [illegible]

ملہ ہمنے اس رویت کو جو تمکو دکھلائی آدمیوں کے لئے فتنہ کیا ہی ۱۲

الآية حجة على صحة القول بالمعراج لان هذه
تدل على ان هذه الرويا صارت فتنة للناس
لان اليهود قد يرى العرش والكرسي والجنة
والنار في النوم فكيف يبعد ذلك من محمد صلعم
فعلمنا ان الفتنة انما وقعت لانه صلعم
ادعى رويتها في اليقظة بالشخص وثبت
ان هذه الآية تدل على انه صلعم ادعى
حصول هذه الحالة في اليقظة وكل ما
ادعاه فهو حق فثبت ان هذه الآية دالة
على صحة قولنا انتهى وابن عباس درین آیت
رویا را تفسیر برویة بصر میفرمایند وپرظاهر است که رویت
بصر فتنه وآزمایش است همان موجب انکار وکفر کفار
وباعث ازدیاد ایمان مومنان میشود ورنه درخواب
مقام انکار نه که خواب عادتی است که دیده میشود وبر تقدیر
تسلیم اینکه رویا بمعنی دیدن درخواب است نه به بصر این
از کجا ثابت شد که این آیت در قصه معراج نزول یافته
چراکه اهل تحقیق نزول این آیت را در قصه حدیبیه بیان کرده اند
واز رویا آن خواب مراد میگیرند که آنحضرت دیده بودند
که عمره ادا کردم وطواف خانه کعبه بجا آوردم الی آخر القصه
وکسانیکه میگویند که این آیت از سوره مکی است وقصه مدنی

اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ رویا لوگوں کے لئے فتنہ
ہو گئی کیونکہ یہود بھی عرش وکرسی وجنت ودوزخ
خواب میں دیکھتے تھے پس یہ امر رسول اللہ صلعم سے
کیا بعید ہے لہذا معلوم ہوا کہ سبب فتنہ یہ ہوا کہ رسول اللہ
صلعم نے بحالت بیداری اپنی رویت شخصی کا دعویٰ
کیا اور یہ ثابت ہے کہ یہ آیت اس امر پر دلالت
کرتی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے بیداری میں اس
حالت کے حصول کا دعوی کیا اور جس چیز کا دعوی
آپنے کیا وہ حق ہے لہذا ثابت ہوا کہ یہ آیت ہمارے
صحت قول پر دلالت کرتی ہے انتہی حضرت ابن عباس
اس آیت میں رویا کی تفسیر رویت بصر سے فرماتے ہیں
اور یہ ظاہر ہے کہ رویت بصر فتنہ وآزمایش ہے اور وہی
سبب انکار کفر کفار اور باعث ازدیاد ایمان مومنین ہے
ورنہ خواب میں انکار کی وجہ نہیں کیونکہ خواب عادتاً
دیکھا جاتا ہے اور اگر یہ بھی مان لیا جائے کہ رویا کے معنی خواب میں
دیکھنے کے ہیں نہ آنکھ سے دیکھنے کے تو بھی یہ کہاں سے
ثابت ہوا کہ یہ آیت معراج کے قصہ میں نازل ہوئی کیونکہ
اہل تحقیق کہتے ہیں کہ یہ آیت قصہ حدیبیہ[1] میں نازل ہوئی اور رویا سے خواب
مراد لیتے ہیں جو آنحضرت صلعم نے دیکھا تھا کہ میں نے عمرہ ادا کیا اور طواف
خانہ کعبہ کیا تا آخر قصہ اور جو لوگ کہتے ہیں کہ یہ آیت مکی سورۃ کی ہے اور قصہ مدنی

[1] حدیبیہ ایک گاؤں ہے مکہ معظمہ سے تقریباً دو کوس ۱۲

لہذا تردد است پس رفع تردد میشود کہ خواب آنحضرت

در مکہ دیدہ باشند و ہنگام تشریف آوری بمدینہ

ہمو نجا بیان فرمودہ و ابو العباس قرطبی میفرماید کہ

مراد از رویا رویت عین است فی قصۃ نزول

جبرئیل ببدر الی آخرہا و قعہا اگر از رویا خواب

ہم مراد گردد میتواند چہ کہ ممکن است کہ آنحضرت این

معاملہ را در خواب ہم دیدہ باشند کہ در جنگ بدر

بچشم ظاہر مشاہدہ فرمودہ و وجوہ معقولہ منکرین نیز

چند اند اول آنکہ جسد ثقیل است کائن الفساد پس

صعودش بسوی سموات و عرش چسان معقول شود

جوابش اینکہ مرویست کہ آنحضرت بعد مراجعت

چون خبر داد اہل مکہ را بدان ابوجہل گفت تا حال

میگفتی کہ جبرئیل از آسمان بما مے آید و ما تصدیق تو

نمیکردیم اکنون بہر رفتن خود میگوئی و آنہم در ساعتے

پس چگونہ تصدیقت کنیم و برفت پیش صدیق اکبر

و گفت نمیگفتم ترا کہ (معاذ اللہ) صاحب تو کاذب

است و نمیگفتم کہ پرہیز اندر زہمہ تلخ مانہ پذیرفتی اینک

چہ میتوانی گفت کہ قطعاً کذبش ظاہر شد ابوبکر

پرسید کہ از چہ گفت کہ میگوید شب گذشتہ بآسمان

رفتم و گردیدم در جنان و دوزخ و رجوع کردم و در

اِسلئے تردد ہوتا ہی تو وہ بہی یون رفع ہوتا ہی کہ حضرت

صلعم نے خواب مکہ مین دیکھا تہا اور مدینہ مین تشریف لاکر

بیان فرمایا ہو ابو العباس قرطبی کہتے ہین کہ اِس قصہ

مین جو بدر[1] مین نزول جبرئیل کا ہی رویا سے رویت

عین مراد ہی اور اگر رویا سے خواب بہی مراد لین تو

ہو سکتا ہی کیونکہ ممکن ہی کہ آنحضرت صلعم نے یہ معاملہ

خواب مین بہی دیکھا ہو جو جنگ بدر مین آنکہ سے ملاحظہ فرمایا

اور وجوہ معقولہ منکرین بہی کئی ہین اول یہ کہ جسم ثقیل

کائن الفساد ہی اُسکا صعود آسمان و عرش پر کیسے ہو سکتا ہی

موجود حادث ۱۲

اِسکا جواب یہ ہی کہ آنحضرت صلعم نے جب واپس تشریف

لاکر یہ خبر اہل مکہ کو دی تو ابوجہل نے کہا کہ اب تک تو

تم کہتے تھے کہ آسمان سے جبرئیل میرے پاس آتے ہین

اور ہم اُسی کو نہین مانتے تہے تو اب جو تم اپنے جانے

کی بابت کہہ رہی ہو اور وہ بہی ایک گہڑی مین اِسکو

کیسے مان لین۔ پہر وہ حضرت صدیق اکبر کے پاس

جاکر کہنے لگا کہ مین تمسے نہین کہتا تہا (معاذ اللہ) تمہارا ساتہی

جہوٹا ہی ایسے شخص سے پرہیز کرو تمنے میری نصیحت نہ مانی

اب کیا کہہ سکتے ہو اُسکا جہوٹ تو ظاہر ہو گیا حضرت

ابوبکر نے پوچہا کہ کس بات سے جہوٹ ظاہر ہوا کہنے لگا کہ

کہتے ہین کہ مین شب گذشتہ آسمان پر گیا اور جنت و دوزخ کی

[1] بدر اُس مقام کا نام ہے جہان کفار سے اور رسول اللہ صلعم سے سنہ ۲ھ مین لڑائی ہوئی ۱۲

ساعتِ واحد ابوبکر رضی اللہ عنہ فرمود کہ اگر فرمودہ
راست است و حاشا ابوبکر صدیق ابی جہل جاہل را
تصدیق نکردہ بل رسول اللہ را و برفت پیش آنحضرت
وازین خبر خبر بازجست آنحضرت فرمود کہ آیا راست
بے کاست خواہی دانست و عقل جزوی را دخل
نخواہی داد عرض کرد کہ چرا نہ تصدیق خواہم کرد کہ
ہرگاہ حق تعالےٰ قادر ہست بر اہباط جبرئیل از آسمان
بر زمین با اینہمہ کہ او روحانی است ہبوط نمیتواند
پس اگر ترا بر آسمان برد چہ محال باشد آنحضرت
با ابوبکر ہمدرین قیل و قال بود کہ بیاورد جبرئیل علیہ السلام
والذی جاء بالصدق وصدق بہ پس
جائی بالصدق آنحضرت شد والذی صدق
ابوبکر صدیق ازان روز صدیق نام یافت شبہہ
دوم اینکہ اینقدر مسافتِ طویلہ چگونہ ممکن است کہ
قطع شود درین مدت قلیلہ جوابش بوجوہ اینکہ اولاً
چنانکہ نزول جبرئیل از اعلی السموات در زمانہ قلیلہ بعید
نیست ہمچنین صعود آنحضرت چسان بعید میتواند۔
ثانیاً آنکہ در علم ہندسہ ثابت شدہ کہ نسبتِ قطر
بسوے دور ہمچو نسبتِ واحد است بہ ثلاثہ

اور ایک ساعت مین لوٹ آیا حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ اگر
اُنہون نے یہ فرمایا ہو تو سچ ہے اور اسیطرح اُنہون نے ابو جہل جاہل
کی بات نہ مانی بلکہ رسول اللہ صلعم کی تصدیق کی اور آپکی
خدمت مین حاضر ہو کر دریافت کیا آنحضرت صلعم نے
فرمایا کہ آیا بیکم و کاست سچ سمجھو گے اور عقلِ جزوی کو
دخل تو نہ دو گے اُنہون نے عرض کیا کہ مین تصدیق کیون
نکرونگا حالانکہ یہ جانتا ہون کہ خداوند تعالےٰ جبرئیل کو
آسمان سے زمین پر اُتارنے مین قادر ہے باینہمہ کہ وہ روحانی
ہین اور اُتر نہین سکتے پس اگر ہے آپکو آسمان پر لے گیا تو
کیا دشوار ہوا آنحضرت صلعم حضرت ابوبکر سے یہ باتین
کر رہے تھے کہ حضرت جبرئیل اُترے اور یہ آیت لائے کہ والذی[لہ]
جاء بالصدق پس جائی بالصدق آنحضرت صلعم
ہوئے اور والذی صدق ابوبکر صدیق۔ اُسی روز سے
اُنکا نام صدیق ہو گیا۔ دوسرا شبہہ یہ کہ اتنی بڑی مسافت
ایسی کم مدت مین کیسے قطع ہوی اسکا جواب کئی طرح سے ہے
اول یہ کہ جسطرح حضرت جبرئیل کا اُترنا اعلی سموات سے کم مدت
مین بعید نہین اسیطرح آپکا صعود کیسے بعید ہو سکتا ہے
دوسرے یہ کہ علم ہندسہ سے یہ امر ثابت ہے کہ قطر کی[۲] نسبت
دور کے ساتھ ویسی ہے کہ جیسے ایک کی نسبت تین

لہ اور وہ شخص کہ سچائی کے ساتھ آیا اور اُسکی تصدیق کی ۱۲ ؎ قطر باصطلاح علم ہندسہ و ہیئت اُس
خط کو کہتے ہین جو درمیان دائرہ کھینچا جائے اِس طرح کہ وہ خط مرکز اور دائرہ پر گذر کر دائرہ کو نصف
نصف کر دے ۱۲ مترجم

وسبعه پس نسبت آن نصف قطر است به نصف دور
واین نسبت بعینها همچنانست وفلک از اول تا آخر
شب میگردد به نصف دور وصعود نبوی از مکه تا مافوق
سما باشد ثلثا نصف الدور او اقل وبرین تقدیر خواهد بود
دلیل منتج للنزول والصعود - ثالثاً آنکه کره شمس مثل
کرهٔ ارض است یکصد وشصت وسه مرة واین کره طالع
میشود در زمان قلیل پس چگونه صعود آنحضرت در زمان
قلیل بعید باشد - رابعاً در قصهٔ بلقیس آوردن تخت او
در طرفة العین منقول است بوجه علم کتاب بودن مر او
پس آنحضرت که عالم قرآن مجید بود چسان ازین کم میتوانست
خامساً آنکه حق تعالی ابلیس را طاقت آن داده است که
نقل میکند از مشرق ومغرب در کمتر از لمحه بهر اغواء وسوسه
پس شان نبوی را چه توان کرد وگفت که آن خیر الخلائق
است - سادساً آنکه مشهور است که بیننده نمی بیند آفتاب را
مگر وقت خروج شعاع بصری واتصالش بری پس
لازم است بر اوشان که بگویند که هرگاه بگشائیم چشم را
وبینیم زحل را پس برود شعاع بصر دران لحظه لطیفه از
عین رای بسوی فلک زحل ونزد وبیاید واین میتواند
لاجرم آنحضرت چسان نرود در زمان قلیل بفوق سموات
سابعاً آنکه حق تعالی معراج ابراهیمی بیان فرمود که وکذلک نری
ابراهیم ملکوت السموات والارض پس هرگاه

اور سات کے بیاتہ پس اُسکی نسبت نصف قطر ہی نصف دور کی
ساتہ اور یہ نسبت بعینہا ایسی ہی ہے اور اول سے آخر شب تک
آسمان بہ نصف دور گہومتا ہے اور صعود نبوی مکہ سے آسمان
کے اوپر تک نصف دور کا دو ثلث ہوگا یا کم اور اس
صورت مین دلیل منتج نزول وصعود کی ہوگی تیسری یہ کہ
کہ کرہ شمس کرہ ارض کا ترسٹھ گنا ہے اور یہ کرہ بہت ہی
تہوڑی مدت مین طلوع ہوتا ہے لہذا آنحضرت کا صعود
زمان قلیل مین کیسے بعید ہو سکتا ہے - چوتھی یہ کہ قصہ بلقیس مین
جو ایک لمحہ مین تخت لانیکا ذکر ہے بوجہ اُنکو علم کتاب ہونیکے
تو آنحضرت صلعم جو عالم قرآن مجید تھے وہ اس سے کم کیسے
ہو سکتے ہین پانچوین یہ کہ حق تعالے نے ابلیس کو یہ طاقت
دی ہے کہ وہ گمراہ کرنے کے لئے ایک لمحہ مین مشرق سے
مغرب پہنچ جاتا ہے تو بہلا شان نبوی صلعم کی متعلق کیا
خیال کیا جاسکتا ہے جو خیر الخلائق ہے چہٹی یہ کہ مشہور ہے کہ
دیکھنے والا آفتاب کو اُسوقت تک نہین دیکہتا جبتک نظر
آنکہہ سے نکلکر آفتاب سے مل نہین جاتی پس اُنپر یہ کہنا لازم ہے کہ جب
ہم آنکہہ کھولکر زحل کو دیکھتے ہین تو نظر فوراً فلک زحل تک جاکر واپس
آجاتی ہے اور جب یہ ہو سکتا ہے تو پہر آنحضرت صلعم آسمانون پر
تہوڑی مدت مین اسطرح کیسے نہین جاسکتے تھے ساتوین یہ کہ
حق تعالے نے معراج ابراہیمی کی متعلق فرمایا کہ اور ایسے ہی ہم نے
ابراہیم کو ملکوت آسمان وزمین دکھایا - جب حضرت

قوی گردانید ابراہیم را که دیدند جمیع ملکوت چرا جائز نبود
که آنحضرت را آنها یه نیرو کرامت فرماید که در یکدم با ماکن
بعید تشریف برند۔ شبهه دیگر اینکه این واقعه در روز چرا
نشد جوابش آنکه شان او تعالی شانه اینست که یفعل ما
یشاء ویحکم ما یرید۔ و این حالت اگر بروز
میشد تمیز صدیق از زندیق چگونه مے گشت۔ شبهه آخر لازم
می آید که در جرم آسمان فطور میشد جوابش آنکه مر آسمان را
بابها اند که کشاده میشوند باری و بند میشوند و حکمت معراج جسمانی
آنست که روح و جسد مثل متضادین اند چه که روح سماویه
علویه نورانیه است و بدن کثیف ظلمانی سفلی و اکثر
بر خلق غالب است کثافت بدن و ظلمت فلا جرم
القیت ارواحهم فی الاجساد ولیکن حضرت
صلعم را روح غالب بود فلهذا چون صعود کرد روح
تابع آن شد جسد پس باید دانست که خلق تا نمیرند
از ثقل جسد خلاص نشوند اما محمد صلعم همدرین حیات
از کدورت جسد رستگاری دادند و لهذا حاصل شد او را
در دنیا آنچه دیگران را در آخرت باشد و بهذا التقریر
ظهر حیوته کانت موتا فلهذا قال انک
میت فلما کانت موتا کان اشرفها عند
وجود الاجساد وکان نورا محضا صرفا والیه

جب حضرت ابراہیم کو کل ملکوت[1] دیکھنے کی قوت دیگئی
تو کیا یہ ممکن نہین کہ آنحضرت صلعم کو بھی ویسی ہی قوت
عطا فرمائی ہو جس سے آپ ایک گھڑی مین اماکن بعیدہ
تشریف لیگئی ہون دوسرا شبہہ یہ کہ یہ واقعہ دن مین
کیون نہین ہوا اسکا جواب یہ ہے کہ خداوند تعالی کی شان
یہ ہے کہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جس چیز کا ارادہ کرتا ہے اسکا
حکم کرتا ہے یہ واقعہ اگر دن مین ہوتا تو صدیق کی زندیق سے
تمیز کیسی ہوتی ایک اور شبہہ یہ لازم آتا ہے کہ جرم آسمان مین فطور ہوتا اسکا جواب
یہ ہے کہ آسمانون مین بھی دروازہ ہین جو کھلتے اور بند ہوتے ہین اور حکمت معراج جسمانی
یہ ہے کہ روح و جسم مثل دو متضاد کے ہین کیونکہ روح سماوی علوی
نورانی ہے اور بدن کثیف ظلمانی سفلی اور اکثرون پر کثافت ظلمت
جسم غالب ہے اسلئے انکی روحین قید جسم ہو نہین پھنسی پڑی ہوی ہین
مگر آنحضرت صلعم کی روح مبارک غالب تھی اسلئے جب آپکی روح
مبارک نے صعود فرمایا تو جسم اسکا تابع ہو گیا اور آدمی جبتک
مرتا نہین جسم کی ثقل سے نجات نہین پاتا مگر آنحضرت صلعم اسی
زندگی مین کدورت جسمانی سے پاک تھے اسلئے آپکو اسی دنیا مین
وہ حاصل ہوا تھا جو اورونکو آخرت مین ہوگا اور اسیطرح
ظاہر ہوی آپکی حیات جو موت تھی اسی لئے فرمایا کہ تو مردہ ہے
پس جب آپکی موت ہوئی تو اور اجساد کی موت پر اسکا شرف
ہوا اور آپ نور محض صرف تھے اور اسی طرف

[1] ملکوت اصطلاح صوفیہ مین عالم معانی و عالم ارواح کو کہتے ہین ۱۲

الاشارة بقوله اول ما خلق الله نوری
وقال لست کاحدکم انی ابیت عند ربی
یطعمنی ویسقینی وتنام عینانی ولا ینام
قلبی فالحاصل ان آثار الروحانیة کانت
غالبة فی حقه وآثار الجسمانیة مغلوبة
فلهذا السبب حصل ذلك الاسراء هذا
وباقی بسط اگر خواہی در رسالہ معراجیہ امام رازی ومنہاج
العلوی الی معراج النبوی ملا علی قاری باید دید وبدانکہ
جمہور سلف وخلف یقین کلی دارند برانیکہ تمام سیر وعروج
آنحضرت از ابتدا تا انتہا بروح وجسد در بیداری شد چنانچہ
ابن عباس وجابر وانس وحذیفہ وعمر ابن الخطاب وابی ہریرہ
ومالک ابن صعصعہ وابن مسعود وغیرہم راہمین مذہب
است واز تابعین ضحاک وسعید ابن جبیر وقتادہ وسعید
ابن المسیب وحسن وابراہیم ومسروق ومجاہد وعکرمہ و
ابن جریج وغیرہ واز آیات قرآنیہ واحادیث صحیحہ دلیل
مے آرند از انجملہ آیہ کریمہ سبحان الذی اسریٰ بعبدہ
پاک ہی وہ ذات جسنے سیر کرائی اپنے بندہ کو
است واجماع است برانیکہ مراد از عبد درین آیت آنحضرت
صلعم است ودرین آیت چند وجوہ تعظیمی اند یکی آنکہ دلالت
میکند برآنکہ او تعالیٰ مستحق تسبیح وتعظیم است در بودن
اینحالت عجیبہ در یقظہ وچون این را صلہ تسبیح خود گردانید
کہ سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لامحالہ این اسرا

آپکے اس ارشاد سے اشارہ ہی کہ پہلے جس چیز کو اللہ نے
پیدا کیا وہ میرا نور تہا اور فرمایا کہ مین تمہاری طرح
نہین ہون مین اپنے پروردگار کے پاس رہتا ہون
جو مجھکو کہلاتا پلاتا ہی اور میری آنکھین سوتی ہین اور میرا قلب
نہین سوتا خلاصہ یہ کہ آثار روحانیت آپ پر غالب تھے
اور آثار جسمانیت مغلوب اسی سبب سے آپکو یہ سیر حاصل ہوئی
زیادہ تفصیل اگر منظور ہو تو رسالہ معراجیہ امام رازی و
منہاج العلوی الی معراج النبوی ملا علی قاری دیکہنا
چاہیے جمہور سلف وخلف اسکا یقین رکہتے ہین کہ آنحضرت
صلعم کو ابتدا سے انتہا تک تمامی سیر وعروج روح وجسم سے
بیداری مین ہوئی چنانچہ حضرت ابن عباس وجابر وانس وحذیفہ
وعمر بن الخطاب وابی ہریرہ ومالک ابن صعصعہ وابن مسعود
وغیرہم کا اور تابعین مین ضحاک وسعید ابن جبیر وقتادہ
وسعید ابن المسیب وحسن وابراہیم ومسروق ومجاہد وعکرمہ
وابن جریج وغیرہم کا بہی یہی مذہب ہے اور وہ آیات قرآنیہ
واحادیث صحیحہ سے دلیل لاتے ہین از انجملہ آیہ کریمہ سبحان
الذی الخ ہی اور اسپر اتفاق ہی کہ اس آیت مین عبد سے
آنحضرت صلعم مراد ہین اور اس آیت مین چند تعظیمی وجوہ ہین
اول یہ کہ جناب باری مستحق تعظیم وتسبیح ہی کیونکہ ایسی
عجیب بات بیداری مین ہوئی اور جب اس بات کو
اپنی تسبیح کا صلہ ٹہرایا کہ سبحان الذی الخ لامحالہ یہ سیر

مخالف عادة باید تا فعل او دال بر کمالِ قدرت و جلال
باشد و حصولِ رویت در نوم از امورِ عجیبه نبود پس از سبب
این تسبیح چگونه بود لیکن اسرا معه جسد در شب واحده الی
فوق السماوات عجیب و خارقِ عادت است لذا استحقاق
تسبیح بود فوجب حمله علیه دوم آنکه یهود و نصاری
دیده اند جنت و نار را در نوم و مقصود از و آنکه این واقعه
شرح تعظیم حالِ محمدی باشد واذا کان کذلک امتنع
حمله علی النوم و قول قائل که سببِ تعظیم آنست که آنحضرت
این اشیا را در نوم دید برویة مطابقیه گویم این نیز از
امورِ عجیبه نبود چه مثلِ این رویا اکثر مے بینند سوم آنکه
فرمود او تعالی اسرے بعبده والاسراء هو ذهاب
بدن الانسان فی اللیل لهذا اگر مجرد نوم بودے
اسرا چه فائده میداد و بعبده خود دلیل آنست که مراد از عبد
شخص و بدن باشد قال الله وانه لما قام عبد الله
وقال فی صفة المتقین وعباد الرحمن یمشون
علی الارض هونا و خود حجتِ این معراج حدیثِ مشهور
است وهو ما روی معمر عن الزهری عن عروة
انه قال لما اسرے رسول الله اصبح فاخبر الناس
فارتد به ناس ممن آمن و فتنوا به وکذبوا
وسعی ابو جهل الی ابی بکر و قد سبق فیما سبق
ولو کان الذی ذکره رسول الله مجرد النوم

مخالفِ عادت ہونا چاہیے تاکہ اُسکا فعل کمالِ قدرت و
جلال پر دلالت کرے اور خواب میں حصولِ رویت
کوئی عجیب بات نہیں لہذا وہ اِس تسبیح کا سبب نہیں
لیکن آسمانونکی سیر ایک ہی رات میں جسم کے ساتھ یہ البتہ عجیب
و غیرِ معمولی بات ہے اور اِسلیئے حق مستحق تسبیح ہوا پس اسکا
حمل اُسپر واجب آیا دوسرے یہ کہ یہود و نصاریٰ نے جنت و
دوزخ خواب میں دیکھی تھی اور اس سے مقصود یہ تھا کہ آنحضرت صلعم کے
حال کی تعظیم اس واقعہ سے ہو جائے اور جب یہ ہے تو اسکا خواب پر
قیاس کرنا ممنوع ہے اور یہ کہنا کہ سبب تعظیم یہ ہے کہ آنحضرت صلعم
نے اِن چیزونکو خواب میں اسیطرح دیکھا جیسی کہ وہ دراصل ہیں تو
میرے نزدیک یہ بھی امر عجیب نہیں کیونکہ ایسے خواب اکثر لوگ دیکھتے
ہیں تیسرے یہ کہ حق تعالےٰ نے اسرے بعبدہ فرمایا اسرا کے معنی ہیں
جسمِ انسان کو رات میں سفر کرانیکے لہذا اگر صرف خواب ہی ہوتا تو
اسرا سے کیا فائدہ ہوتا بعبدہ خود اسکی دلیل ہے کہ عبد سے مراد
شخص و بدن ہے۔ اللہ نے فرمایا کہ اور بیشک جب بندہ خدا
کھڑا ہوا اور متقین کی صفت میں ارشاد ہے کہ اور رحمٰن کے بندے
زمین پر آہستہ چلتے ہیں اور خود معراج کی حجت یہ حدیث مشہور ہے
جو معمر نے زہری سے اور اُنہوں نے عروہ سے نقل کی ہے کہ اُنہوں نے کہا کہ جب
رسول اللہ صلعم نے سیر کی اور صبح ہوئی تو آپنے اسکی خبر لوگونکو دی تو بعض
لوگ جو آپ پے ایمان لائے تھے وہ مرتد ہوگئے اور فساد کیا اور خبر
جھٹلائی اور ابوجہل حضرت ابوبکر کے پاس دوڑا گیا اور گذرا
جو کچھ گذرا اور جس امر کو رسول اللہ صلعم نے ذکر کیا اگر محض خواب ہوتا

لما وقعت الفتنة والارتداد والتکذیب
وازحضرتِ اُستادی سماعت دارم کہ این حدیث
معراجیہ جسدی قوی است وہمین موجب رفعتِ
شانِ نبوی است صلعم ورنہ در خواب بسیار اولیارا
دیدارِ الٰہی میسر آمدہ پس فضیلتِ آنحضرت حاصل
نخواہد شد بی گفتن واعتقاد کردن اینکہ آنحضرت را بجسد
معراج شد۔ وخدارا باین چشم ظاہر مشاہدہ فرمود اکنون
فائدہ معنی آیہ دنی فتدلی فکان قاب قوسین
اوادنی باید دانست کہ حضرت جعفر صادق میفرمایند
کہ دنی یعنی نزدیک شد آنحضرت بہ پروردگارِ خود
بے کیف فتدلی پس برداشت حجاب را واندران
حجاب رفت وآنرا بدستور گذاشت آنجا ملکِ مقرب را
گنجایش نبود وآنحضرت را باز کسے ندید وآنحضرت
حجاب بہ نہایت طے فرمود حتی کان بین الحبیب والمحبوب
قاب قوسین ودر شرح تعرف می نگارد کہ ہرگاہ
آنحضرت از جبرئیل جدا شد دیگر ہفت مقام را طی فرمود
کہ جبرئیل از اول مقام آن ہم خبر نداشت پس معنی این
آیہ کریمہ مشکل اند وبعضے اربابِ حال مینویسند کہ
مراد از قوسین حاجبین اند یعنی از دو ابرو زیادہ
قرب شد واو ادنی عبارت است از سیاہی وسفیدی چشم

تو یہ فتنۂ ارتداد وتکذیب نہوتا مینے اپنے حضرت اُستاد
سُنا ہو کہ یہ حدیث معراج جسدی قوی ہے اور یہی سبب
علوِ شانِ آنحضرت صلعم ہی ورنہ خواب مین تو بہت سے
اولیا اللہ کو دیدارِ حق میسر ہوا ہی تو آنحضرت کی فضیلت
بلا اس کہنے اور اعتقاد کرنیکے کہ آپکو معراجِ جسدی حاصل
ہوی اور آپنے خدا کو اسی ظاہری آنکھ سے مشاہدہ فرمایا
نہین حاصل ہو سکتی۔ اب فائدہ معنی آیۃ دنیٰ[1] فتدلی
الخ جاننا چاہیے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام
فرماتے ہین کہ دنیٰ یعنی آنحضرت صلعم اپنے
پروردگار سے بے کیف نزدیک ہوی فتدلی پس
حجاب اُٹھایا اور اُسمین گئے اور اُسکو بدستور چھوڑدیا
وہان کسی ملکِ مقرب کی گنجایش نہ تھی اور آنحضرت
صلعم کو پہر کسی نے نہ دیکھا اور آنحضرت صلعم نی بڑا انتہا
حجاب طے فرمائے یہانتک کہ حبیب ومحبوب مین
دو کمانون کی برابر فاصلہ رہگیا۔ شرح تعرف مین ہے
کہ جب آنحضرت صلعم جبرئیل سے جدا ہوی تو سات مقام اور
طے کیے جسکے اول ہی مقام کی جبرئیل کو خبر نہوی پس اس
آیۃ کی معنی بیان کرنا مشکل ہین بعض اربابِ حال لکھتے ہین
کہ قوسین سی حاجبین مراد ہین یعنی دو ابروونسے زیادہ
قرب ہوا اور ادنیٰ سے آنکھ کی سپیدی وسیاہی مراد

[1] نزدیک ہوا اور اُتر آیا پس پہنچے دو کمان کی مسافت تک یا اُس سے زیادہ نزدیک ۱۲

یعنی قرب حضرت در جناب الٰہی چنان بود کہ قرب دو ابرو باہم بلکہ نزدیکتر ازین ہم چنانکہ سفیدیِ چشم با سیاہیِ او آمیختہ میباشد و بعضے گفتہ اند ترک نفسہ

فی السماء فتدلی وترک قلبہ فی سدرۃ المنتھیٰ وترک روحہ بقاب قوسین

او ادنیٰ فبقی سرہ ودیہ یعنی گذاشت آنحضرت نفس را بر آسمان و پیش شد و گذاشت دلِ مطہر را در سدرۃ المنتھیٰ و گذاشت روح را بر مقام قاب قوسین او ادنیٰ و باقی ماند سرِ او و پروردگار او۔ و در تفسیر روایت است از ابنِ عباس کہ در تفسیر کریمہ مذکور فرمود کہ فرق بود میانِ او و حق برابر ہر دو دست یعنی قوسین بمعنی ذراعین است و قوس را ذراع ازان گویند کہ قیاس کردہ میشود برو مزروع۔ نقل است کہ کسے از ابو الحسن نوری معنیِ این آیۃ پرسید فرمود آنجا کہ حقیقت جبرئیل را بار نبود بیچارہ نوری را چہ حقیقت و کدام است کہ انکشافِ این سِر کند و باز گفت دنی اعقب بُعد میشود اینجا بُعد کجا و قاب اشارت بمقدار است و مقدار اینجا در کدام شمار۔ و تدلی در مکان میشود آنجا مکان نے و فکان عبارت از زمانہ است آنجا زمان نے و قوسین کنایہ از مثال است و مثال را آنجا مثال نے و او کلمۂ شک است

یعنی آپکا قرب حضرتِ حق سے ایسا تہا جیسے دو ابرو ملے ہوئی بلکہ اِس سے بہی زیادہ نزدیک جسطرح آنکھ کی سفیدی سیاہی سے ملی ہوئی ہوتی ہے اور بعض کہتے ہین کہ ترک نفسہ الخ یعنی آنحضرت صلعم نے نفس آسمان پر چہوڑا اور قلبِ مطہر سدرۃ المنتہےٰ مین اور روح اقدس قاب قوسین او ادنیٰ مین پس آپکا سِر اور پروردگار باقی رہگیا۔ تفسیر مین حضرت ابنِ عباسؓ سے مروی ہے کہ اُنہون نے اس آیت کی تفسیر مین فرمایا کہ آپکے اور حق کے درمیان دو ہاتہ کا فاصلہ تہا یعنی قوسین ذراعین کے معنی مین ہے قوس کو ذراع اسلئے کہتے ہین کہ اُسپر مزروع قیاس کیا جاتا ہے۔ نقل ہے کہ کسی نے حضرتِ ابو الحسن نوریؒ سے اِس آیت کے معنی پوچہے اُنہون نے فرمایا کہ جہان حقیقت جبرئیل کا دخل نہین تو بیچارے نوری کی کیا حقیقت جو اس بہید کو ظاہر کرے۔ پہر فرمایا کہ دُنُوّ بُعد کے بعد ہوتا ہے وہان بُعد کہان اور قاب مقدار کا اشارہ ہے وہان مقدار کس شمار مین اور تدلے مکان مین ہوتا ہے وہان مکان نہین اور فکان زمانہ سے عبارت ہے وہان زمانہ نہین اور قوسین مثال سے کنایہ ہے مثال کی وہان مثال نہین اور او کلمۂ شک ہے

شک آنجا بیشک معدوم واد نے آمبالغه است
میان هر دو یعنی نزدیک تر و آنجا نزدیک تر را نزدیکی نیست
این مقام از اظهار و بیان دور است و علم جمیع
خلایق در تفسیر این آیت معترف بقصور و حکمت در
ذکر قوسین اینست که هرگاه عرب باهم عهدی بستند
و میخواستند که باز آن عهد نشکنند پس هر دو کمانهای
خود می آوردند و مساوی میکردند و یکدفعه کمانهای
خود را قبضه گرفته یکساعت تیر میانداختند
تا معلوم میشد که این را بآن کس عهد مضبوط بسته شد
که باز از آن برگشتگی متصور نے پس ازین آیت اشارت
است که حضرت را با حق اینقدر محبت است که هر که
مقبول رسول الله شد او مقبول الله است و علی هذا مردود و چنانچه
در کلام مجید بچند جا واقع است و بعضی میگویند که
دنی اشارت است از مقام نبوی و فتدلی اشارت
از مقام قلب و قاب قوسین از مقام روح و او ادنی
اشارت است از سر محمد درین چار مقام ذات و دل
و روح و سر هر یک بمطلب خود رسیدند مثلاً ذات آن
مطهر آنحضرت بمقام خدمت و دل در مقام محبت
و روح در مقام قربت و سر در مقام مشاهده است و بس
مسئله دوم معرفت کمال اشیا چگونه است
از دیدن و شنیدن یا از غیر آن الجواب باید دانست

وہان شک یقینی معدوم اور ادنے دونون کے درمیان
مبالغہ ہے یعنی نہایت نزدیک اور وہان نہایت
نزدیک کی گنجایش نہین یہ مقام اظہار و بیان سے
دور ہے اور سبکا علم اس آیت کی تفسیر مین معترف بقصور
قوسین کے ذکر مین حکمت یہ ہے کہ جب اہل عرب آپسمین ایسا
معاہدہ کرنا چاہتے تھے جو پھر نہ ٹوٹے تو دونون شخص
اپنی اپنی کمانین ایک مین ملا کر ایک ساتھ تیراندازی
کرتے تھے تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ انکا آپسمین مضبوط معاہدہ
ہو گیا جو ٹوٹ نہین سکتا پس اس آیت سے یہ اشارہ
ہے کہ آنحضرت صلعم کو حضرت حق سے اسقدر
محبت ہے کہ جو آپکا مقبول ہے وہ حق کا مقبول
اسیطرح جو آپکا مردود ہے وہ اُسکا مردود ہے چنانچہ کلام مجید
مین کئی جگہ واقع ہے اور بعض کہتے ہین کہ دنی
سے مقام نبوی اور فتدلی سے مقام قلب اور قاب
قوسین سے مقام روح اور ادنے سے سر محمدی
صلعم کی طرف اشارہ ہے۔ ان چار مقام مین ذات و دل
روح و سر ہر ایک اپنے مطلب پر پہنچے مثلاً ذات اقدس
آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مقام خدمت مین اور
دل مقام محبت مین اور روح مقام قرب اور سر مقام مشاہدہ مین
دوسرا مسئلہ اشیا کی معرفت کیونکر حاصل ہوتی ہے
دیکھنے سننے سے یا اسکے علاوہ جواب جاننا چاہئے

کہ حقیقتِ اشیا پیشِ صوفیہ تعینِ وجود است
در حضرتِ علم باعتبارِ شانے کہ آن شے مظہرِ اوست
یا خود وجودِ متعین بہمان شے در ہمان حضرت
و اشیاءِ موجودہ عبارت اند از تعیناتِ وجود
باعتبارِ انصباغِ ظاہرِ وجود بہ آثار و احکامِ حقائق
ایشان یا خود وجودِ متعین ہمین اعتبارات ہر وجہے
کہ حقائق ہمیشہ در باطنِ وجود پنہان باشند و احکام
و آثارِ ایشان در ظاہرِ وجود پیدا زیرا کہ زوالِ صور
علمیہ از باطنِ وجود محال است و الّا جہل لازم
آید تعالیٰ عن ذالک علواً کبیراً ۵ ما ئیم
وجود و اعتبارات وجود ﴿ در خارج علم عارض فی اتیم
وجود ﴿ در پردہ ظلمتِ عدم مستوریم ﴿ ظاہر شد
عکس ما از مراتِ وجود — پس ہر شے بحسبِ حقیقت
وجود یا وجودِ متعین است یا تعین عارض مر وجود
پس تعین صفتِ متعین است و صفت باعتبارِ
مفہوم اگرچہ غیر است اما باعتبارِ وجود عینِ اوست
تغایر بحسبِ مفہوم و اتحاد باعتبارِ وجود است
چون اینقدر معلوم شد پس بدانکہ این حقائق
اشیا از ظلالِ صفاتِ حق اند و وجودِ خارج آنہا

کہ حقیقتِ اشیا صوفیہ کے نزدیک حضرتِ علم مین وجود کا
تعین ہی باعتبار اس شان کے کہ وہ شے اُس کی مظہر ہی
یا خود وجود حضرتِ علم مین اُسی شے کا تعین لئی ہوی ہی
اور اشیاءِ موجودہ سے مراد تعینات وجود ہین جنکو آثار
و احکام حقائق نے ظاہر وجود کا رنگ اختیار کیا ہی یا
خود وجود نے ان اعتبارات کا تعین اختیار کیا ہے
اسطرح پر کہ حقائق ہمیشہ باطن وجود مین پوشیدہ رہتے ہین
اور اُنکے آثار و احکام ظاہر وجود مین ظاہر ہون اسلئے
کہ باطن وجود سے صورِ علمیہ کا زوال محال ہی ورنہ جہل
لازم آتا ہی اور اللہ اس سے بزرگ ہی ما ئیم وجود
و اعتبارات وجود الخ پس ہر چیز حقیقتاً وجود یا
وجود ہی جسنے تعین قبول کیا ہی یا تعین ہی جو وجود کو عارض
ہوا ہی لہذا تعین متعین کی صفت ہی اور صفت باعتبار
مفہوم اگرچہ غیر ہے لیکن باعتبارِ وجود اُسکی عین
ہے جتنا مفہوم پہ جاسیئے اُتنی مغایرت ہے
اور جتنا وجود کا اعتبار کیجیئے اُتنی عینیت
ہے — جب یہ معلوم ہو گیا تو جاننا چاہی
کہ یہ حقائق اشیاء جو صفاتِ حق کے
پرتو ہین اُنکا وجود خارجی

۱ے حقائق جمع حقیقت و حقیقت لغتاً بمعنی اصل و ماہیت و ذات شے ۱۲ [illegible]
[illegible]
[illegible]

منوط بعلل اربعه است فاعلی وصوری ومادی
وغائی وظهور کمال اینها بر ترتیب آثار است وحصول
ثمرات نیز پس معرفت این اشیا بکمال در مرتبه
اجمال سالک را به تجلی ذات حق در ضمن سیر بالله
بعد مشاهدهٔ کثرت در وحدت حاصل میشود وبا تفصیل
به احاطه خواص ومبادی از قواعد حکمیه وکشفیه فرق
اینقدر است که در چارجهات خواص نیز داخل
تتمیم معرفت اند ودر ذهنیات صرف ذهن ودر همین
مراد صوفیه است از دریافت کما هی اشیا والله اعلم
مسئله سوم حقیقت نسبت وجد چیست الجواب
حقیقت وی آنست که نفس ناطقه در اصل فطرت بنوعی
واقع شده است که بحالات مختلفه منصبغ میتواند شد
چون شوق ونفرت وسخط ورضا وخوف ورجا وبعضی
از کیفیات قدسی وملکی اند وبعضی دنسی واستعداد
یکی را استعداد دیگر بحکم تنافی منتفی میسازد وهر یکی
را اسباب است ومقدمات چون سالک باسباب
کاسبه ومقدمات حالات الٰهیه یا ملکیه متمسک شود
نفس وی در استعداد آن قبیل قوت میگیرد
وادنی محرکی که در عرف از آن حسابی برنگیرند
در نفس وی تاثیر بلیغ کند وگاهی آدمی طپید

وجود خارجی چار علتوں پر موقوف ہے فاعلی وصوری
ومادی وغائی اور اُنکے کمال کا ظہور اور نتائج کا حصول
ترتیب آثار پر ہے پس سالک کو ان اشیا کی معرفت
کامل مرتبہ اجمال مین تجلی ذات حق سے سیر باللہ کے ضمن مین
بعد مشاہدہ کثرت در وحدت[1] کے حاصل ہوتی ہے اور معرفت
تفصیلی حکمت وکشف کے قواعد سے خواص مبادی کو احاطہ
کرنے سے (یعنی از روی حکمت خواص اشیا کا احاطہ
کرنا اور از روی کشف ہر شی کا مبدا پہچاننا کہ حضرت علیہ
اُسکا عین ثابت کیا ہے) فرق اسقدر ہے کہ ہر چار جہات
(یعنی عالم فی الخارج) مین خواص بھی داخل تکمیل معرفت مین
اور ذہنیات مین صرف ذہن ودریافت حقیقت اشیا سے صوفیہ
کی یہی مراد ہے۔ تیسرا مسئلہ نسبت وجد کی حقیقت کیا ہے۔
جواب اُسکی حقیقت یہ ہے کہ نفس ناطقہ فطرتاً ایسا واقع ہوا ہے
کہ مختلف حالات سے رنگ قبول کر لیتا ہے جیسے شوق ونفرت وخشم
ورضا وخوف ورجا بعض کیفیتین قدسی وملکی ہین اور بعض
شیطانی ایک کی استعداد دوسرے کو بسبب مخالفت مٹا دیتی ہے
اور ہر ایک کے اسباب ومقدمات ہین جب سالک اسباب کاسبہ
ومقدمات الٰہیہ یا ملکیہ سے متمسک ہوتا ہے تو نفس اسیطرح کی
استعداد سے قوت پکڑتا ہے اور ادنی محرک جسکا عرف کچھ بھی
شمار نہو اُسکے نفس مین بہت اثر کرتا ہے اور کبھی آدمی وجد ا

[1] کثرت در وحدت یعنی ظہور اسما وصفات در ذات ۱۲ مترجم

وساکن النفس باشد و انطباع کیفیتی که در غایت نفاست
است در انجا امکان ندارد پس محتاج میشود بعشق عفیف
که شهوت و جماع را دران مدخل نباشد بلکه حرکات تمنا
و عبارات رنگین بیشتر تاثیر کند بقلب وے و در انضمام
از انس وصال بوحشت فراق و از انشراح اقبال
محبوب بانقباض اعراض وے و انچه بدین ماند یا
سماع شعرے رنگین مقرون بتالیف نغمات و ایقاعات
لاسیما انچه باستعارات عجیبه و دواعی غریبه بدیعه و اسباب
شوق انگیز متجلی باشد و بطنین طنبور و رباب که بمنزله
شرب خمر است در ایراث سکر تا ازین جمله وقتا بعد وقت
بر نفس ناطقه کیفیتی فائض میشود و بان کیفیات ساعت
بساعت منعطف میشود و ان بلادت بکلی زائل میگردد
انیست انچه جمهور اهل وجد بوے راغب شده اند
لیکن انچه شارع آنرا درین باب براے ایشان اختیار
فرموده است استماع وعظ است و تلاوت قرآن
باتدبر معانی آن یا سوال در آیهٔ رحمت و استعاذه
در عذاب و تسبیح در صفا با جمله جمهور این نسبت غالبا
مشغوف اند بسماع و وجد و اهل فنا را ازهمین نسبت
منشعب میشود استعداد معارف جلیله که زبان
بشرح آن وافی نیست والله اعلم۔

مسئله چهارم خدا کیست الجواب آنکه بخشنده

وسست ہوتا ہی کہ کسی عمدہ کیفیت کا منطبع ہونا
اُسمین دشوار ہوتا ہی ایسا شخص پاک محبت کا جسمین
شہوت جماع کا دخل نہو محتاج ہوتا ہی بلکہ حرکات مناسب
و عبارات رنگین اُسکے قلب مین زائد اثر کرتے ہین
اِس مقام پر وصال کی اُنس اور فراق کی وحشت سے
اور اُس چاتی سی جو محبوب کے بمہربانی پیش آنے سے
پیدا ہوا ور اُس ملال سی جو اُسکی نامہربانی سی ہو اور ایسی
ہی باتونسے یا کسی رنگین شعر کی سُننے سے جو دلکش نغمہ اور
عجیب استعارات شوق انگیز سے ادا کیا جاے یا حس طنبور
ورباب کی آواز سے جو سُکر لانے مین بمنزلہ شراب کے ہی
وقتاً فوقتاً نفس ناطقہ پر ایک کیفیت طاری ہوتی ہی اور وہ اُنکی
کیفیتونسے گہڑی گہڑی منعطف ہوتا ہی تب وہ بلادت اُسکا
بالکل جاتا رہتا ہی یہی وہ چیز ہے جسکی طرف تمام اہل وجد
راغب ہوے ہین لیکن شارع علیہ السلام نے اس بارہ مین
جو کچہ ان لوگون کے لئے تجویز فرمایا ہی وہ وعظ سننا
اور کلام مجید معانی غور کرکے پڑہنا یا آیۂ رحمت پر سوال
اور آیۂ عذاب پر پناہ مانگنا ہی مگر تمام اصحاب نسبت وجد
سماع مین زائد منہمک ہین حضرات اہل فنا کو اسی نسبت سے
استعداد معارف جلیلہ پیدا ہوتی ہی جسکی شرح مین زبان
یاوری نہین دیتی۔ واللہ اعلم

چوتہا مسئلہ خدا کون ہی جواب خدا وہ ہی جسنے

انفاً از این استفسار است و آن شنئت قلت وجودِ بحت و هستی صرف است در مرتبهٔ اطلاق نه آنرا شکلی است و نه حدی و نه حصرے و با اینهمه ظاهر شد و تجلی فرمود در مراتب تنزلات بهر شکل و بهر حد و با وجود این ظهور و تجلیات متغیر نشد از صفتے که بر آن بود پس فی حدِ ذاته واحد است اگرچه در ملابس ظهور متعدد و متکثر شد و آن وجود حقیقت جمیع موجودات است هیچ چیز بلکه رائحهٔ از هستی دارد ذهناً یا خارجاً از ان خالی نیست و مراد بوجود مابه الموجودیت است نه معنیٔ تحقق و حصول که از مصدریه اند و آن وجود من حیث الکنه هرگز کسے را منکشف نمیشود ادراک آن محال است عقلاً و وهماً و حساً و قیاس را نیز در ان راه نیست زیراکه اینهمه حادث اند و حادث ادراک نمیکند مگر کنه حادث را

تعالی ذاته و صفاته عن الحدوث علواً کبیراً و کسے که معرفت او را باعتبار کنه و حقیقت اراده نمود وقت خود را ضایع کرده کذا فی التحفة المرسلة الی النبی صلعم و نیز باید دانست که وجودِ مطلق من حیث هو هو واحد است من جمیع الجهات نه خاص است و نه عام و نه کلی و نه جزئی و نه جوهر و نه عرض بلکه در مراتب کونیه ملتبس میشود بدین لباس ها و ملزوم میشود بآن لوازم والله اعلم

مسئلهٔ پنجم محمد رسول الله که آنرا حقیقت

سوال کر لئے گویائی عطا کی خواہ یہ کہو کہ وہ مرتبہ اطلاق میں وجود بحت و ہستی صرف ہو نہ اُسکی کوئی شکل ہو اور نہ حد و انتہا با اینہمہ اُسنے مراتبِ تنزلات مین ظاہر ہوکر ہر شکل و ہر حد مین تجلی فرمائی اور باوجود اس ظہور و تجلیات کے جیسا تہا ویسا رہا اپنی حدِ ذات مین واحد ہی اگرچہ مظاہر مین متعدد و متکثر ہوا وہی وجود حقیقت ہی کل موجودات کی اور کوئی چیز خواہ وہ وجودِ ذہنی رکہتی ہو یا خارجی اُس سے خالی نہین ہی اور وجود سے مابہ الموجودیت مراد ہے نہ تحقق و حصولِ بمعنیِ مصدری اور وہ وجود من حیث الکنہ ہرگز کسی پر منکشف نہین ہوتا اُسکا ادراک عقلاً و وہماً و حساً محال ہی قیاس کا بہی وہان دخل نہین کیونکہ یہ سب حادث ہین اور حادث بجز کنہ حادث کے اور کچہ ادراک نہین کر سکتا۔ حق تعالیٰ کی ذات و صفات حدوث سی بہت برتر ہی جسنے باعتبار کنہ حقیقت اُسکی معرفت کا ارادہ کیا اُسنے اپنا وقت ضایع کیا ایسا ہی تحفۂ مرسلہ مین ہی۔ یہ بہی جاننا چاہئے کہ وجودِ مطلق من حیث الہویۃ ہر طرح سے ایک ہی نہ خاص ہی نہ عام نہ کلی ہی نہ جزئی نہ جوہر نہ عرض بلکہ مراتبِ کونیہ[۱] مین ان لباسو سے ملتبس اور ان لوازم سے ملزوم ہوتا ہی واللہ اعلم

پانچواں مسئلہ محمد رسول اللہ جنکو حقیقت

[۱] مراتب کونیہ یعنی مراتب وجود جو چالیسوے باب مین ۱۲ مترجم

محمدی گویند چیست **الجواب** حقیقت محمدی تعین اول واجبیست که منشأ آن گشته وان شئت قلت که حقیقت محمدی صورت اسم الله است که جامع جمیع اسمای الٰهیه است و اسم الله الجامع رب صورت محمدیه است و از همان اسم جامع فیض است بر جمیع اسمای الٰهیه لهٰذا همان حقیقت بصورت خارجیه مربی صور عالم و بباطن خود مربی باطن عالم است زیرا که مظهر اسم اعظم است و باعتبار همین جامعیت مجمع البحرین و مظهر النقیضین گشته و مستحق خلافت حقه الٰهیه فهو مخزن کنز الوجود و مفتاح خزائن الجود ولنعم ما افاد فی القصیدة التائیة الفارضیة قدس الله سر ناظمها

سه وانی وان کنت ابن آدم صورة ÷ فلی فیه معنی شاهد بابوتی یعنی اگرچه من بحسب صورت حسی و بدن عنصری خود پسر آدمم که ابو البشر است اما مرا از برای من در و ی از روی معنی گواهی است بر پدر بودن من وی را و آن گواه انتشار حقیقت آدم است از حقیقت وی صلعم و انتشار صورت وجودی آدم از صورت وجودی وی علیهما الصلوة والسلام اللهم صلّ[1] علیه و علی آله قدر حسنه و جماله و همین سبب افضلیت وی صلعم بر جمیع انبیا و مرسلین زیرا که

محمدی کسے کہتے ہین کیا ہے **جواب** حقیقت محمدی تعین اول واجبی ہے جسکا منشا حب ہے خواہ یہ کہو کہ حقیقت محمدی اسم اللہ کی صورت ہے جو کل اسمائے الٰہیہ کا جامع ہے اور اسم اللہ جامع صورت محمدیہ کا رب ہے اور اسی اسم جامع سے کل اسمائے الٰہیہ مستفیض ہین لہٰذا وہی حقیقت بصورت خارجیہ صور عالم کی مربی اور اپنے باطن سے باطن عالم کی مربی ہے اسلیئے کہ اسم اعظم کا مظہر ہے اسی جامعیت کے اعتبار سے آپ مجمع البحرین و مظہر النقیضین و مستحق خلافت حقہ الٰہیہ ہوے لہٰذا آپ مخزن خزانہ وجود و مفتاح خزائن جود ہین کیا خوب ناظم قصیدۂ تائیہ فارضیہ نے فرمایا ہے

وانی الخ

یعنی اگرچہ مین بحسب صورت حسی و جسم عنصری پسر آدم ہون - مگر میرے لیئے میری ابوت کا گواہ معناً اُن مین یہ ہے کہ حقیقت آدم کا منشاء آپ ہی کی حقیقت اور اُنکی صورت وجودی کا منشاء آپ ہی کی صورت ہے -

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَیْہِ الخ

اسی لئے آپ کل انبیا و مرسلین سے افضل اور آپ کا

[1] سله خدایا آپ پر اور آنکی اولاد پر بقدر آنکے حسن و جمال کے درود بھیج ۱۲

مرتبہ وے محیط بجمیع مراتب انبیا است نبوت
وولایت اذ منہا یتفرع المراتب کما
یتفرع من روحہ الکلی الارواح ھذا
واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل

مسئلہ ششم جبرئیل از کجا است **الجواب**
ادراک نسبت آن تعین حبی است مابین متعین و متعینین
وہمین موجب رسالت جبرئیل است پیش پیغمبران۔

مسئلہ ہفتم شب معراج آنحضرت را بر عرش بردند
یا عرش را نزد آنحضرت آوردند **الجواب** بر عرش
بردند زیرا کہ معاملہ واجب با خلق چون معاملہ خلق است
بایکدیگر لہذا آنحضرت را بر عرش بردند گو بہ نسبت رفعت
منزلت آنحضرت آوردن عرش و بردن آنحضرت
بالاے عرش ہر دو برابر اند لیکن چون در خلق رفعت
ہمین را گویند کہ کسے را از پستی بہ بلندی برند نہ اینکہ
بالا را فرو تر آرند بلکہ درین فرو تر آوردن بالا بالائی
بالا ساقط و باینہمہ سقوط بالا گفتن بحسب عقل اجتماع
النقیضین است و شب معراج بالا بردن آنحضرت خود
از روے صلعم در کتب صحاح حدیث مثل مسلم و بخاری
کہ اصح الکتب بعد کتاب اللہ الباری است مرقوم است

مسئلہ ہشتم آنحضرت را از خلق چرا برگزیدند
و حبیب ساختند و نور او را با آدم نہادند و دیگران را

مرتبہ تمام انبیا علیہم السلام کے مراتب نبوت و ولایت
محیط ہے کیونکہ آپ ہی سے مراتب نکلے جسطرح
آپکی روح کلی سے ارواح نکلین۔ اور اللہ سچ
کہتا ہے اور وہی راستہ کی ہدایت کرتا ہے۔

چھٹا مسئلہ جبرئیل کہان سے ہین **جواب**
جبرئیل تعین حبی (یعنی حقیقت محمدی) کی اُس نسبت کے
ادراک کا نام ہے جو مابین تعین اختیار کرنیوالے اور اختیار
کیے ہوئے تعین کے ہے اور رسالت جبرئیل کا انبیا
علیہم السلام کے پاس یہی سبب ہے۔

ساتوان مسئلہ آنحضرت صلعم کو شب معراج مین
عرش پر لیگئی یا عرش کو آپکے پاس لائے **جواب** عرش پر
لیگئی کیونکہ معاملہ واجب با خلق ویسا ہی ہے جیسے معاملہ
خلق باہمدیگر لہذا آپکو عرش پر لیگئی گو بہ نسبت آپکی اعلی مقامی
کے عرش کو لانا اور عرش پر آپکو لیجانا دونون برابر ہین
مگر چونکہ خلق مین رفعت اسیکو کہتے ہین کہ کسیکو پستی سے بلندی پر
لیجائین نہ یہ کہ بلند کو پست کردین بلکہ پست کرنے مین بلند کی
بلندی ساقط ہوتی ہے اور باوجود سقوط بلند کہنا عقلاً
اجتماع النقیضین ہے اور شب معراج مین آنحضرت صلعم کو
عرش پر لیجانا خود آپسے کتب صحاح حدیث مین مثل مسلم و بخاری کے
جنکی شان مین اصح الکتب بعد کتاب الباری ہے موجود و مرقوم ہے۔

آٹھوان مسئلہ آنحضرت صلعم کو خلق سے کیون برگزیدہ کیا اور حبیب بنایا اور آپکا نور آدم مین رکھا
اور دوسرے خلق کو

محروم ساختند الجواب از برای آنکه آنحضرت بوجه
بودن تعین اول وجبی هم اول همه اند و هم آخر همه
هرگاه کسی را سبقت وجودی بران حضرت ثابت نبود
چه جاے برگزیدگی که صفتے ست بعد وجود و ساختن حبیب
ساختن همان تعین حبی است که در حدیث قدسی آمده

کنت کنزاً مخفیاً فاحببت ان اعرف وجواب

این سوال از جواب سوال دویم نیز واضح و مبرهن
میشود کما لا یخفی علی المتفطن لیکن چون بحث
از ذکر مراتب و حقیقت محب سبحانی و محبوب یزدانی
است اینجا هم بتقریب لطیف ادا کرده شد

اعد ذکر نعمان لنا ان ذکره هو المسک

ما کرّرته یتضوع و باز هم سیری نیست منقول
حضرات انبیا مخلوق اند از اسماء ذاتیه حق و اولیا
از اسماء صفاتیه او جل و علا و سید رسل مخلوق است
از ذات حق و ظهور حق در وے بالذات است
موسے ز هوش رفت بیک پرتو صفات و تو عین
ذات می نگری در تبسمی. لهٰذا متفرد و فائق آمد از
هر که غیر اوست در تمامه صفات و جمیع کمالات و
هم ازین جهت دین او ناسخ ادیان است. و
عروج او فوق عرش است زیرا که ذات فوق
جمیع اسما است و بوجه همین فردیت قطب العارفین

محروم کر دیا جواب اسلئے کہ آنحضرت صلعم توجہ
تعین اول واجب ہونے کے سب کے اول بھی ہیں
اور سب کے آخر بھی تو جب کسیکو سبقت وجودی ہی
آپ پر ثابت نہین تو برگزیدگی جو صفت بعد الوجود
ہے کیسے ہوسکتی ہے اور حبیب بنانے کا منشا بھی یہی
تعین حبی ہے جیسا کہ حدیث قدسی ہے کہ مین خزانہ پوشیدہ
تھا پہر مینے اپنے پہچانے جانے کو چاہا۔ اس سوال کا
جواب بھی دوسرے سوال کے جواب سے ظاہر ہوتا ہے
جو سمجھدار پر مخفی نہین لیکن چونکہ بحث محب سبحانی و محبوب
یزدانی کے ذکر مراتب سے ہے لہذا یہان بھی بتقریب لطیف
بیان کی گئی ہے اعد ذکر ابو نعمان کا ذکر پھر دوبارہ
بیان کر اسلئے کہ وہ مشک ہی جسقدر کہ اسکو ہلایا جاویگا خوشبو
دیگی پہر بھی سیری نہین ہوتی لہذا کہتا ہوں حضرات انبیا
اسماء ذاتیہ حق سے اور اولیا اللہ اسماء صفاتیہ سے اور
آنحضرت صلعم ذات حق سے مخلوق ہین آپ مین حق کا
ظہور بالذات ہے موسیٰ ز ہوش رفت الخ اسی لیے
آپ تمامی صفات و جمیع کمالات مین اپنے غیر سے یکتا
و فائق ہین اور اسی لئے آپکا دین سب دینونکا ناسخ اور
آپکا عروج عرش سے اوپر ہوا۔ کیونکہ
ذات کل اسماء کے مافوق ہے۔ اسی فردیت
کی وجہ سے قطب العارفین

و قرة عیون المحققین شیخ اکبر محی الدین ابن العربی
در کتاب فصوص الحکم میفرماید فص حکمة
فردیة فی کلمة محمدیة ثم قال انما
کانت حکمته فردیة لانه اکمل موجود
فی هذا النوع الانسانی ولهذا بدء به
الامر وختم فکان نبیا وآدم بین الماء
والطین ثم کان بنشأته العنصریة
خاتم النبیین انتهی قال المحقق القیصری
فی شرحه انما کان اکمل موجود فی هذا
النوع لان الانبیاء صلوات الله علیهم
اجمعین اکمل هذا النوع وکل واحد
منهم مظهر لاسم کلی وجمیع الکلیات
داخل تحت الاسم الجامع الالهی
الذی هو مظهره فهو اکمل افراد هذا
النوع ولکونه اکمل الافراد بدء به
امر الوجود بایجاد روحه اولا وختم
به الرسالة آخرا بل هو الذی ظهر بالصورة
الآدمیة فی المبدئیة وهو الذی یظهر
بالصورة الخاتمیة فی هذا النوع انتهی
بالجملہ حقیقت محمدی چون نزول کرد بوجود کونی
پیدا شد بوساطت وے صلعم عقول ونفوس

حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کتاب فصوص الحکم
میں فرماتے ہیں کہ فص حکمت فردیہ کلمہ محمدیہ کے
بیان میں پھر فرماتے ہیں کہ آپکی حکمت فردیہ تھی اسلیے
کہ آپ اس نوع انسانی کے اکمل موجود ہیں اسیلئے
آپسے امر شروع ہوا اور آپ ہی پر ختم کیا گیا آپ
نبی جب تھے کہ آدم پانی اور مٹی میں تھے پھر آپ اپنے
نشأۃ عنصریہ سے خاتم النبیین ہوے محقق قیصری
شرح فصوص میں لکھتے ہیں کہ آپ اس نوع میں
اکمل موجود تھے اسلئے کہ انبیاء علیہم السلام اس نوع
کے اکمل ہیں اور انمیں سے ہر ایک اسم کلی کا مظہر ہے
اور کل کلیات اسم جامع کے ماتحت ہیں جسکے آپ
مظہر ہیں تو آپ اس نوع کے کامل فرد ہیں اور بسبب
آپکے اکمل الافراد ہونے کے امر وجود آپکے ایجاد روح
سے شروع ہوا - اور امر رسالت آخر
میں آپ پر ختم ہوا بلکہ آپ ہی بصورت
حضرت آدم ابتدا میں ظاہر ہوے
اور آپ ہی بصورت خاتمیت اس نوع
میں ظاہر ہونگے - انتہی -

بالجملہ حقیقت محمدی نے جب بوجود کونی تنزل
فرمایا تو آپکی وساطت سے عقول ونفوس

و لوح و قلم و عرش و کرسی و افلاک و کواکب
و ارکان و معادن و نباتات و حیوانات و انسان
که نسخهٔ جامعهٔ حقائق کونیه است و منتظم گشت بود که
کارخانهٔ وجود بترتیبی که در کلام عرفا و حکما واقع است
چنانچه گفته اند که ترتیب وجود این موجودات
مثل ترتیب وجود اعداد است از واحد که تا اثنین
موجود نمیشود مگر بوجود واحد و ثلاثه موجود نمیشود مگر
بوجود اثنین و اربعه مگر بوجود ثلاثه هم علیٰ هذا پس موجود
نمیشود هیچ عددی مگر بعد وجود ما قبل وی در
مرتبهٔ خود و همه موجود شدند از واحد و با اینهمه واحد
عدد نیست زیرا که هر عددی که ضرب کرده شود در یک
از آن عدد بیرون نمی آید و اگر همین اعداد در آحاد
ضرب کرده شوند چیزی از آن بیرون نه آید پس
عقل اول که عبارت است از حقیقت روح محمدی
اصل وجود تمام عالم است چه عالم امر چه عالم خلق
و واضح گشت که او ست اول وجود و آخر آن و آخر
خلق نیز تما در بطون ذات است و اعلیٰ و اکمل خلق در جهات
و بهمین مرتبه مخصوص و در جهه وسیله است و معنی وسیله
سبب است پس وی سبب اول است برای وجود خلق
بود و در ابتدا و سبب قرب ایشان خواهد بود در انتها
پس حاصل گردید او را قرب معنوی و کامل گشت

و لوح و قلم و عرش و کرسی و افلاک و کواکب و ارکان
و معادن و نباتات و حیوانات اور انسان کہ نسخہ
جامعہ حقائق کونیہ ہے پیدا ہوا اور کارخانہ وجود ایسے
جس ترتیب سے کہ کلام عرفا و حکما میں ہے منتظم ہوا چنانچہ
انہیں کا قول ہے کہ ان موجودات کی ترتیب وجود
ویسی ہی ہے جیسے واحد سے اعداد کی ترتیب وجود کہ
دو کا وجود بلا ایک کے اور تین کا بلا دو کے نہیں
ہو سکتا اسیطرح آخر تک تو کوئی عدد بلا وجود اپنے
ماقبل کے اپنے مرتبہ میں موجود نہیں ہوتا اور سب
اعداد ایک سے موجود ہوئے اور با اینہمہ واحد عدد
نہیں اسلیے کہ جو عدد دو مرے عدد میں ضرب دیا جائے
اُس سے جدید عدد حاصل ہوتا ہے اور اگر کل عدد
ایک میں ضرب دیے جائیں تو اُس سے کوئی
عدد حاصل نہو گا۔ لہذا عقل اول یعنی حقیقت محمدی
تمام عالم کے وجود کی اصل ہے کیا عالم امر اور کیا
عالم خلق اور یہ واضح ہو گیا کہ آپ ہی اول وجود
و آخر وجود ہیں اور بطون ذات میں بہ نسبت خلق کے
حق سے اقرب اور درجات میں اعلیٰ و اکمل اور ترقی
سبب سے آپسے درجہ وسیلہ کا وعدہ کیا گیا وسیلہ کے معنی
سبب کے ہیں پس آپ جیسے ابتدا میں وجود خلق کو اول سبب تھے
ویسی انتہا میں انکے قرب کا آخر سبب ہونگے لہذا آپکو قرب معنوی حاصل

علو مکان وعلو مکانت گشت اکمل عالم وصفاً
وحالاً واعظم ایشان صورتاً ومعنی علیه من الصلوٰة
افضلها ومن التحیات انتهاها واکملها
ولنعم ما قیل ؎ تو باین جمال و خوبی بر طور اگر
خرامی ؛ ارنی بگوید آنکس که بگفت لن ترانی
وچه خوش فرموده است امام عبد الله یافعی در
مدح وے صلعم ؎ یا واحد الدهر یا عین الوجود
ویا غیث الانام وهادی کل حیران
از تقریر واضح شد که قابلیت وے صلعم نسبت بسائر
موجودات مثل قابلیت بحر است نسبت بانهار
وجداول و قطرات زیرا که وے صلعم مستفیض و مخلوق
اول و مفیض و موجود ثانی است و فیض اقدس ذاتی
بوے متوجه است بتوجه اول واز وے متوجه است
ببقیه مخلوقات بر قدر قوابل ایشان فهو الکل
والله کل الکل و نیز واضح گشت که وے صلعم نبی
الانبیا است علیه وعلیهم الصلوٰة والسلام وازینجا
است اخذ میثاق از حضرات انبیا ایمان آرند
بوے و نصرت دهند ویرا کما فی قوله تعالی
واذ اخذ الله میثاق النبیین لما
اتیتکم من کتاب وحکمة ثم جاءکم
رسول مصدق لما معکم لتؤمنن به

اور علو مکان وعلو مکانت مین آپ کامل اور تمام
عالم سے وصفاً وحالاً وصورتاً ومعناً اکمل واعظم ہین
تو باین جمال و خوبی الخ کیا خوب حضرت امام
عبد الله یافعی نے آپکی مدح مین فرمایا ہے ؎
کہ اے یکتائے زمانہ اور اے ذات وجود اور اے
خلق کے فریادرس اور اے حیرانون کے رہنما۔
اس تقریر سے یہ واضح ہوگیا کہ آپکی قابلیت بمقابلہ
تمامی موجودات ویسی ہے جیسے دریا نہرون
اور لہرون اور قطرون کے مقابلہ مین اس لئے
کہ آپ مستفیض و مخلوق اول و مفیض موجود ثانی ہین
اور فیض اقدس ذاتی بتوجہ اول آپکی جانب متوجہ
ہوا اور آپکے ذریعہ سے حسب قابلیت بقیہ مخلوقات پر
لہذا آپ کل ہین اور حق کل الکل اور یہ بھی واضح
ہوگیا کہ آپ نبی الانبیا ہین اسی لئے حضرات انبیا
علیہم السلام سے یہ عہد لیا گیا کہ آپ پر ایمان لائین
اور آپکو مدد دین جیسا کہ اس آیۃ سے ظاہر ہے۔
کہ اور جب اللہ نے نبیون سے عہد لیا
کہ جب تمکو کتاب وحکمت دیجائے پھر تمکو
رسول آئے جو تصدیق کرنے والا ہو
تمہارے پاس کی چیزون کا تو تم اسپر
ایمان لاؤ۔

ولتنصرنه پس نبوت جمیع انبیا علیهم السلام
مشروط بایمان و نصرت سید الانبیا است صلوة الله علیه
و سلامه علیه و از نیست که امت او خیر الامم است
و شهدا علیهم یوم القیامة قال الشارح المحقق
القیصری فی شرح فصوص الحکم فی الفص
الشیثی و اعلم ان الانبیاء مظاهر امهات
اسماء الحق وهی داخلة فی الاسم الاعظم
الجامع و مظهر الحقیقة المحمدیة ولذلك
صارت امته خیر الامم و شهداء علیهم
یوم القیامة انتهى و باید دانست که مقام
حبی اعلے مقامات کمالیه است لهذا آن سرور را
حبیب گفتند زیراکه وے تعین اول حبی است که منشاء
آن حب گشته و ظهور جمیع حقائق بواسطه حب است
پس اگر روح پاک محمدی نبودے و واسطه حبیب درمیان
نبودے کسے خدا را نشناختے کنت کنزاً مخفیاً[1]
و لولاك لما خلقت الافلاك گواه این مدعا است

اور آپکی مدد کرو تو کل انبیا علیہم السلام کی نبوت
آپ پر ایمان لانے اور آپ کو مدد دینے سے
مشروط ہے اسی لئے آپکی امت خیر الامم
اور امم سابقہ پر روز قیامت گواہ ہوگی۔
محقق قیصری نے شرح فصوص الحکم فص شیثی میں
لکھا ہے کہ انبیا مظاہر امہات اسماء حق ہیں اور
وہ امہات اسم اعظم جامع و مظہر حقیقت محمدیہ
میں داخل ہیں اسی لئے آپکی امت خیر الامم اور
انپر روز قیامت گواہ ہوگی۔ انتہے
چونکہ مقام حبی اعلے ترین مقامات کمالیہ ہے
اس لئے آپ کو حبیب کیا کیونکہ آپ
تعین اول حبی ہیں جو اس حب کا منشا ہے
اور تمام حقائق کا ظہور بواسطہ حب ہے اگر روح
اقدس محمدی صلعم نہوتی اور حبیب کا واسطہ
درمیان نہوتا تو کوئی خدا کو نہ پہچانتا کنت کنزاً
اور لولاک لما اس مدعا پر گواہ ہیں ۔ ٣

٣	خیر الورے امام رسل مظہر دو کون	او از خدا و ہر چہ جز او منتے از و
	او جان جملہ عالم و حق جان جان شما	حق را بغیر واسطہ ذات او مجو

[1] میں خزانہ پوشیدہ تھا۔ اگر تو نہوتا تو میں آسمانوں کو نہ پیدا کرتا ١٢ - [3] یعنی آپ بہترین خلق اور سب رسولوں کے سردار اور دونوں جہان کے مظہر ہیں۔ آپ خدا سے ہیں اور آپکے سوا جو کچھ ہے وہ سب آپکے احسانمند ہیں آپ تمام عالم کی جان ہیں اور حق جانِ جان ہے حق کو بغیر آپکے واسطہ کے نہ تلاش کرنا چاہیے۔ خدا نے ازل میں آئینہ وجود کے مقابل آپکی حقیقت کا آئینہ پیش کیا ہے پس یہاں ایک لطیفہ ہے وہ یہ کہ جب دو آئینے ایک دوسرے کے مقابل رکھے جاتے ہیں تو ایک کا عکس دوسرے میں جو پڑتا ہے وہ الٹا ہوتا ہے بعدہ دوسرے کا پھر جب اس میں پڑتا ہے تو سیدھا ہو جاتا ہے اسطرح وجود کو نقش ٹھیک ٹھیک [illegible] اور اس نکتہ کو سمجھنا چاہیے ١٢ مترجم

حق در ازل برابر آئینهٔ وجود
آئینه را مقابل آئینه چون نهند
از اول آنچه در دوم افتد بود بعکس
نقش وجود راست نشیند باین طریق

آئینهٔ حقیقتش آورد روبرو
اینجا لطیفه ایست اگر بشنوی بگو
گردد درست باز ازین چون فتد دو بار
بشناس این دقیقه مزن دم ز گفتگو

بالجمله باید دانست ہ

مقصود[له] ذات اوست دگر جمله طفیل
هر رتبه که بود در امکان بر او ختم

منظور نور اوست دگر جملگی ظلام
هر نعمتے که داشت خدا شد برو تمام

قال علیه الصلوٰة والسلام

لا یکون مؤمنا حتی اکون احب الیه
من نفسه وماله وولده یعنی مومن نیست
تا وقتیکه مرا از نفس و مال و اولاد خود دوست تر
ندارد بار خدایا این چه طلب محبت است زیرا که در این
عالم چیزے محبوب تر از جان و مال و اولاد نیست
و حبیب تو مزید تر از ان مے طلبد آخر برائے تو چه
گذاشت بر قلب این شیفته مستهام هنگام تحریر این
اوراق بظاهر از عالم دیوانگی این لطیفه ریخته اند مگر
در حقیقت از عالم دیوانگی نیست زیرا که مقام دیگر صلعم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خود ارشاد
ہے کہ کوئی شخص اسوقت تک مومن نہیں ہوتا
جبتک اپنی جان و مال و اولاد سے زیادہ
مجکو دوست نہ رکھے۔
یا الٰہی یہ کیسی طلب محبت ہوا اسلیے کہ اس عالم مین کوئی
چیز جان و مال و اولاد سے زیادہ محبوب نہین
اور تیرا حبیب اس سے زیادہ طلب فرماتا ہے
آخر پھر تیرے لیے کیا چھوڑا۔ مجھ عاشق حیران کے
قلب پر ان اوراق کو لکھتے وقت بظاہر عالم دیوانگی سے یہ لطیفہ
القا کیا مگر در حقیقت یہ دیوانگی نہین ہے بلکہ یہ آنحضرت صلعم کا مقام ہے

له یعنی آپ کی ذات اصل مقصود ہے اور باقی جو کچھ ہے وہ آپکے طفیل مین ہے۔ آپکا نور منظور حقیقی ہے اسکے
سوا اندھیرا ہی اندھیرا ہے۔ مراتب مین جو مرتبہ ممکن ہوسکتا ہے وہ آپ کو حاصل ہے اور جو نعمت
خدا کے یہان تھی وہ آپکو ملی ۱۲

اقتضائے ہمین محبت دارد و محبت او بدرجہ کمال
قولاً و فعلاً و صورتاً و معناً محبوب حق گرداند لانہ محبوبہ
وحبہ عین حبہ وفیہ قال عز من قائل
قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ
اینست سبب برگزیدگی او از ہمہ برگزیدگان و بہر تسمیہ
او بحبیب اگرچہ حب ایمانی و جذب روحانی مقتضی
آن نیست کہ ختم کلام کنم و بجز مضمون حب سید انام مضمونی
دیگر آشنائے زبان نمایم سہ ومن مذھبی
حب الرسول وآلہ وللناس فیما یعشقون
مذاھب لیکن من کجا و بیان آن حقیقت کجا سہ
آن عقل کجا کہ درکمال تو رسد ٭ وان روح کجا کہ در جلال
تو رسد ٭ گیرم کہ تو پردہ برگرفتی ز جمال ٭ آن دیدہ کجا کہ
در جمال تو رسد۔ ناگزیر ختم کلام بوصلے میکنم کہ موصل
الی المقصود باشد۔

وصل حقیقت محمدیہ را در ہر دو عالم ظہوریست لایق
بحال آن عالم و نیست ظہورے در عالم اجسام مثل
ظہورے در عالم ارواح زیراکہ در عالم اجسام تنگی است
و مثل عالم ارواح گنجائش ندارد ہمچنین نیست ظہورشے
در عالم معنی مثل ظہورشے در عالم ارواح زیراکہ عالم معنی

اسی محبت کا مقتضی ہی کیونکہ آپکی محبت کامل قولاً
فعلاً و صورتاً و معناً محبوب حق کر دیتی ہی اس لئے
کہ آپ اسکے محبوب ہین اور اسکے محبوب کی حب
مین اسکی حب ہی۔ اسی بارہ مین ارشاد ہی کہ کہدو
(اے محمدؐ) کہ اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو تو میری
متابعت کرو خدا تمکو دوست رکھیگا۔ تمام برگزیدہ
لوگون سے آپکی برگزیدگی کا سبب اور حبیب کی وجہ تسمیہ
یہی ہی اگرچہ حب ایمانی و جذب روحانی اس کا مقتضی نہین
کہ مین گفتگو ختم کرون یا بجز آپکی حب کے کوئی دوسرا مضمون
زبان پر لاؤن سہ ومن مذھبی الخ اور میرا مذہب رسول
اور آنکی اولاد کی حب ہے اور آدمیون کے لئے جس چیز مین وہ
عشق رکھتے ہین مذہب ہے لیکن کہان مین اور کہان اُسکی
حقیقت کا بیان سہ آن عقل کجا کہ درکمال تو رسد الخ ناچار
ایک وصل پر جو موصل الی المقصود ہو کلام ختم کرتا ہون۔
وصل حقیقت محمدیہ کا ہر عالم مین اُسکے لائق حال
ایک ظہور ہی جیسا آپکا ظہور عالم ارواح مین ہی ویسا
ظہور عالم اجسام مین نہین ہو سکتا کہ عالم ارواح کیطرح عالم
اجسام وسیع نہین بلکہ تنگ ہی اسیطرح جیسا ظہور عالم
معنی مین ہی ویسا ظہور عالم ارواح مین نہین ہو سکتا کہ عالم معنی

لہ یعنی نہ آپ کے کمال تک کوئی عقل پہونچ سکتی ہے نہ آپ کے جلال تک کوئی روح۔ فرض کیا جائے
کہ آپ اپنے جمال سے خود پردہ اٹھا دین تو ایسی آنکھین کہان جو نظارۂ جمال کی تاب لا سکین ١٢۔ مترجم

از عالمِ ارواح الطف و اوسع است همچنین نیست
ظهور وے در ارض مثل ظهور او در آسمان و نیست ظهورِ
او در آسمانها مثل ظهور او از زمین عرش و نیست ظهور او
از زمین عرش همچو ظهور او از فوق عرش و عند الله که نه آنجا
این ست و نه کیف پس در هر مقام ظهور وے اعلیٰ
و اکمل و اتم و الطف است از مقام اول و هر ظهور را
جلالتے و هیبتے است بقدر محل وے تا آنکه متناهی شود
بتجلی که استطاعت ندارد کسیکه به بیند او را در وے
هیچ از انبیا و اولیا والیه اشار صلی الله علیه
و آله قدر حسنه و کماله لی مع الله وقت
لا یسعنی فیه غیر ربی و فی روایة لی مع الله
وقت لا یسعنی فیه ملک مقرب و لا نبی
مرسل فقط صرحه المحققون هذا والله الهادی
الی سبیل الرشاد و منه المبداء و الیه المعاد
و صلی الله علی اول خلقه و اعظم خلفائه
الذی هو مظهر لطفه و نور عرشه و جعلنا
من احبابه الذین لا خوف علیهم و لا هم
یحزنون و هو علی ما یشاء قدیر و بالاجابة
جدیر باقیماند جواب این فقره که نور او را با آدم نهادند
الخ گوییم اگر شاید مراد سائل از لفظ آدم ذاتِ خاص

عالمِ ارواح سے بہت لطیف و وسیع ہے اسیطرح
جیسا ظہور آپکا آسمان پر ہے ویسا ظہور زمین پر نہیں اور
جیسا ظہور زمینِ عرش پر ہے ویسا ظہور آسمانون پر نہیں
اور جیسا ظہور فوقِ عرش و عند اللہ ہے جہان نہ اَین[له]
ہے نہ کیف ویسا ظہور زمین عرش پر نہیں ہر مقام پر آپکے
ظہور مقام اول سے اعلےٰ و اکمل و الطف ہے اور ظہور کے
لیئے موافق اُسکے محل کے ایک جلال و ہیبت ہے
یہانتک کہ انتہا اُس تجلی پر ہے جسکے دیکھنے کی استطاعت
کسی نبی و ولی مین نہین اِسیکی طرف آنحضرت صلعم نے
اشارہ فرمایا کہ میرے لیئے اللہ کے ساتھ ایک وقت ہے
جسمین ملک مقرب و نبی مرسل کی گنجایش نہین اور
ایک روایت مین ہے کہ میرے لیئے اللہ کے ساتھ
ایک وقت ہے جسمین بجز میرے پروردگار کے کسی کی
گنجایش نہین اسکی تصریح جو محققین نے کی وہ بیان
ہوی اور اللہ ٹھیک راستہ کیطرف ہدایت کرتا ہے اور اُسی
سے ابتدا اور اُسیکی طرف عود ہے اور اللہ کا درود اسکے اول مخلوق
بزرگ خلیفہ پر جو اسکا مظہر لطف و نور عرش ہے اور ہمکو اپنے ان
دوستون مین کرے جنکو نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوتے ہین اور وہ جو چاہے
اُس پر قادر ہے اور اُسکی قبولیت کے لائق ہے اب اس فقرہ کا جواب باقی رہا
کہ آپکا نور آدم مین کیون کہا مین کہتا ہون کہ اگر لفظ آدم سے سائل کی مراد
ذاتِ خاص ہے۔

[له] این مکان سے سوال کے معنی مین آتا ہے ۱۲

حضرت ابوالبشر آدم علیہ السلام است فصریح
البطلان واگر مراد نوع آدم است پس جوابش
اینکہ آدم مظہر اتم است کہ سوائے وجوب ذاتی
مظہر جملہ اسما وصفات گردیدہ اگرچہ بالفعل ظہورِ
آن صفات در بعضے بسبب عوائق یافتہ نشود
لیکن قابلیتِ ظہور جمیع اسماء وصفات دارد و
مشاہدۂ مجمل در مفصل وملاحظۂ مفصل در مجمل انفراداً
واجتماعاً خاصہ اوست دیگر موجودات ازین قسم
ادراک محروم اند وقابلیت آن ندارند وعالمِ مفصل را
انسانِ کبیر گویند واول ظہور اوست بصورت عقلِ
اول کہ اول ما خلق اللہ نوری اشارت
بآنست وعالمِ مجمل را انسانِ صغیر گویند ولا یخفی
ما بینہما من المناسبۃ پس کیست کہ تحمل نور
آن مخزن کنزِ وجود ومفتاح خزانہ جود بکند لسان الغیب
حافظ شیراز گوید ؎ آسمان بارِ امانت نتوانست
کشید ٭ قرعہ فال بنامِ من دیوانہ زدند۔ والکلیہ
الاشارۃ فی قولہ تعالیٰ انا عرضنا الامانۃ
علی السموات والارض والجبال فابین
ان یحملنہا واشفقن منہا وحملہا الانسان
انہ کان ظلوما جہولا۔ عارفِ کامل ومحققِ
عامل شاہ ولی اللہ محدث دہلوی در ہمعات میفرماید

حضرت ابوالبشر آدم علیہ السلام ہی تو صریحی
باطل ہی اور اگر نوع آدم مراد ہی تو اسکا جواب یہ ہے
کہ آدم مظہر اتم ہی جو بجز وجوب ذاتی کو کل اسمائے
صفات کا مظہر ہوا اگرچہ بالفعل بوجہ بعض عوائق
بعض میں اُن صفات کا ظہور نہ پایا جاے لیکن
کل اسما کے ظہور کی قابلیت رکھتا ہی مجمل کو مفصل
و مفصل کو مجمل مین علیحدہ و یکجا دیکھنا اُسکا خاصہ ہے
باقی موجودات ایسی ادراک سے محروم ہین اور اسکی
قابلیت نہین رکھتی۔ عالم مفصل کو انسان کبیر کہتے ہین
اور اُسکا ظہور سب سے اول بصورت عقل اول ہی کہ
اول جس چیز کو اللہ نے پیدا کیا وہ میرا نور ہی اُسکی
طرف اشارہ ہی۔ اور عالم مجمل کو انسان صغیر کہتے ہین
ان دونون مین جو مناسبت ہی وہ پوشیدہ نہین
پس کون ایسا ہی جو اُس مخزن کنزِ وجود و مفتاح خزانہ جود
کے نور کا تحمل کری لسان الغیب حافظ شیراز کہتے ہین ؎
آسمان بارِ امانت نتوانست کشید الخ اسی طرف آیۃ
مین اشارہ ہی کہ ہمنے امانت آسمانون اور زمینون
اور پہاڑ و نیز عرض کی سب نے اسکے اٹھانے سے
انکار کیا اور عاجز ہوسے اور اسکو انسان نے
اُٹھایا بیشک وہ ظالم اور جاہل تہا۔ عارفِ کامل
محققِ عامل حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ہمعات مین فرماتے ہین

وازینجا است که اورا بکن و مکن مکلف ساختند
و مہمل و معطل نگذاشتند بخلافِ بہائم و ملائکہ که در ایشان
تعارضِ قوی نبود قال اللہ تعالی وحملها
الانسان انه کان ظلوما جهولا ظلوم آنست
که متصف بعدل نباشد و قابلیتِ آن دارد و
جہول آنست که بالفعل علم ندارد و قابلِ آن باشد انتہی
والمقصود ههنا من النقل هو هذا
التفسیر فتدبر۔

مسئلہ نہم اگر مسئلہ وحدتِ وجود حق ست
پس عذاب و ثواب چیست جواب حضرتِ
وجود را اسمای متقابلہ اند بعضے لطفی و بعضے قہری
و تعطل اسمی از اسمای حق جائز نیست والیه
الاشارة فی قوله امیر المؤمنین و امام
الموحدین شمس المشارق والمغارب
سیدنا و مولانا علی ابن ابی طالب
کرم اللہ وجهه سبحان من اتسعت
رحمته لاولیائه فی شدة نقمته
واشتدت نقمته لاعدائه فی سعة
رحمته زیرا که رحمتِ الٰہیہ متفاوت است
بحسب تفاوت اقتضاے اعیان مثلاً عین
سمندر اقتضاے آتش دارد و عین ماہی اقتضاے

کہ یہین سے انسان کو کن و مکن کی تکلیف دی اور
مہمل و بیکار نہ کیا بخلاف بہائم و ملایکہ کے کہ اُن مین
تعارضِ قوی نہ تہا اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ اور اُسکو
انسان نے اُٹھایا بیشک وہ ظالم و جاہل تہا ظلوم
وہ ہی جو متصف بعدل نہو لیکن اُسکی قابلیت رکہتا ہو
اور جہول وہ ہی جو بالفعل علم نہ رکہتا ہو لیکن اُسکی
قابلیت رکہتا ہو انتہی۔ میرا مقصود یہان نیز اُسکی
نقل سے اُس آیت کی تفسیر کرنا ہی پس غور کرو۔

نوان مسئلہ اگر مسئلہ وحدت وجود حق ہی
تو عذاب و ثواب کیسا۔ **جواب** حضرتِ وجود
کے اسمای متقابلہ ہین بعضے لطفی بعضے قہری اور کسی
اسم کا تعطل جائز نہین اِسیطرف امیر المومنین امام
الموحدین شمس المشارق والمغارب سیدنا و مولانا
علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کے ارشاد مین اشارہ
ہے کہ پاک وہ ذات ہی جسکی رحمت نے اپنے
اولیا کو اپنے شدتِ قہر مین سمالیا اور
اُسکا قہر اپنے دشمنون کے لئے وسعت رحمت
مین سخت ہو گیا۔ اسلئے کہ جیسے ہر چیز کے اعیان
ثابتہ کے تقاضے مختلف ہین ویسے ہی رحمت الٰہی بہی
اُنہین تقاضون کی مناسبت سے مختلف ہی مثلاً سمندر
کا عین ثابتہ آگ کا مقتضی ہی اور مچہلی کا عین ثابتہ

آب و عین حیوانات ہوائی اقتضائے ہوا پس
کسیکہ مظہر اسم جمالی است ہمیشہ در جنت است و کسیکہ
مظہر اسم جلالیست ہمیشہ در دوزخ است و کسیکہ
مظہر اسم جمالیست و باقتضائے استعداد مرتکب
افعال اہل جحیم نیز گشتہ چندے در آتش دوزخ
ماندہ عود بطہارت اصلیہ خود خواہد نمود۔ ہادی
نیز اسمیست از اسمائے وے تعالےٰ و مآل آن
برحمت است و مظہرش مرحوم و سعید چنانچہ حضرات
انبیا و اولیا و مومنان مظہر آن اسم اند علےٰ قدر
مراتبہم و سید رسل و ہادی سبل صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم مظہر اتم آنست۔ و مضل نیز اسمیست از اسمائے
حق کہ مآل آن بقہر است و مظہرش مقہور و شقی۔
چنانچہ مشرکان و کفار مظہر آن اسم اند و شیطان رجیم
مظہر اتم آنست والیہ الاشارۃ فی قولہ تعالےٰ
فمنہم شقی و سعید الآیہ۔ بالجملہ این
ثواب و عذاب و راحت و الم راجع بتقیدات است
نہ بآن حقیقت کہ ازین ہمہ منزہ است و
ظہور راحات و آلام نیز باعتبار این تقید است
نہ باعتبار اطلاق قال الشیخ قدس سرہ
فی الفتوحات المکیۃ فہو عین کل
شئ فی الظہور وما ہو عین الاشیاء

پانی کا مقتضی اور حیوانات ہوائی کا عین ثابت
ہوا کا مقتضی۔ لہذا جو شخص مظہر اسم جمالی ہے وہ ہمیشہ
جنت میں اور جو مظہر اسم جلالی ہے وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیگا
اور جو شخص مظہر اسم جمالی ہے مگر باقتضائے استعداد افعال
بد کا بھی مرتکب ہوا وہ کچھ دنوں دوزخ میں رہکر
اپنے طہارت اصلی کو عود کریگا۔ اسمائے حق میں سے
ہادی بھی ایک اسم ہے جسکا انجام رحمت پر ہے اور اسکا
مظہر مرحوم و سعید چنانچہ حضرات انبیا و اولیا و مومنین
درجہ بدرجہ اس اسم کے مظہر ہیں اور آنحضرت صلعم
اسکے مظہر اتم ہیں۔ اسیطرح اسمائے حق میں سے
مضل بھی ایک اسم ہے جسکا انجام قہر ہے اور
اسکے مظہر مقہور و شقی چنانچہ مشرکین و کفار اسکے
مظہر ہیں اور شیطان رجیم اسکا مظہر اتم۔ اسیطرف
اس آیت میں اشارہ ہے کہ انمیں سے بعض نیکبخت
ہیں اور بعض بدبخت بالجملہ یہ عذاب و ثواب
و راحت و رنج مقیدات کی طرف راجع ہیں نہ
حقیقت کی طرف کہ وہ ان سب سے منزہ ہے اور ظہور
راحت و رنج بھی باعتبار تقید ہے نہ باعتبار
اطلاق۔ شیخ اکبر قدس سرہ فتوحات مکیہ میں
فرماتے ہیں کہ وہ ظہور میں ہر چیز کا عین ہے
اور وہ اشیا کا عین آنکی

فی ذواتھا بل ھو ھو ولا اشیاء اشیاء
نیست وجدان محققان و اعتقاد صوفیان و در حقیقت
آنرا با عقاید علماء ظاہر رحمۃ اللہ علیہم فی نفسہ منافی نیست
در ربط حادث با قدیم مگر آنکہ علماء ظاہر ربط اتحاد
حق بعالم سید ہند بہ تباین این حقیقتین و حضرات
صوفیہ بے تباین و اتحاد بے انقسام و تجزی و
تبعیض و احکام واجب بر واجب و احکام عالم
بر عالم مترتب میدارند بحیثیتے کہ احکام یکے بر دیگرے
مترتب نگردد عارف و محقق سامی مولانا نورالدین
عبدالرحمن جامی نقشبندی کہ از محققین ارباب
وجود است میفرماید وجود بر جمیع موجودات ذہنی
و خارجی محمول میشود اما او را مراتب متفاوت است
بعضہا فوق بعض و در ہر مرتبہ او را اسامی
و صفات و نسب و اعتبارات مخصوصہ است
کہ در سائر مراتب نیست چون مرتبہ الوہیت و ربوبیت
و مرتبہ عبودیت و خلقیت پس اطلاق اسامی
مراتب الوہیت مثلا اللہ و رحمن و غیرہما
بر مراتب کونیہ عین کفر و محض زندقہ باشد و ہمچنین
اطلاق اسامی مخصوصہ بمراتب کونیہ بر مرتبہ الٰہیہ غایت
ضلال و نہایت خذلان باشد ۱ ای بردہ گمان کہ

ذاتوں میں نہیں ہی بلکہ وہ وہی ہے اور اشیاء اشیاء نہیں
یہ محققین صوفیہ کا اعتقاد و وجدان ہے اور درحقیقت انمین
اور علماء ظاہر میں بابت عقیدہ ربط حادث با قدیم
کوئی ایسی مخالفت نہیں صرف یہ کہ علماء ظاہر دونوں
حقیقتوں کو ایک دوسری سے فرق کر کے حق کو عالم سے
ربط دیتے ہیں اور حضرات صوفیہ بغیر فرق کرنے اور ملانے
اور بغیر تقسیم کرنے اور ٹکڑے کرنے کے واجب کے احکام واجب
اور عالم کے احکام عالم پر اسطرح مرتب رکھتے ہیں کہ ایک کے
احکام دوسرے پر مرتب نہیں ہوتے ـ عارف و محقق سامی
مولانا نورالدین عبدالرحمن جامی نقشبندی جو محققین ارباب
وجود میں سے ہیں فرماتے ہیں کہ وجود کل موجودات
ذہنی و خارجی پر محمول ہوتا ہے مگر اسکے مراتب میں فرق ہے
بعض مراتب بعض سے بڑھے ہوئے ہیں ہر مرتبہ میں اسکے
اسماء و صفات و نسب و اعتبارات مخصوصہ ہیں جو
دوسرے مراتب میں نہیں جیسے مرتبہ الوہیت و ربوبیت
و مرتبہ عبودیت و خلقیت پس جو اسماء مراتب الوہیت
کے لئے خاص ہیں مثلاً اللہ و رحمن وغیرہ انکا اطلاق مراتب
کونیہ پر عین کفر و زندقہ ہے ایسے ہی جو اسماء مراتب کونیہ کے
لئے مخصوص ہیں انکا اطلاق مراتب الوہیت پر نہایت
گمراہی و بدبختی ہے ۱ اے بردہ گمان کہ

۱ یعنی اگر صاحب تحقیق ہو اور سچائی و یقین کی صفات سے متصف ہونا چاہتے ہو تو واضح رہے کہ وجود کی ہر مرتبہ کے لئے ایک علیحدہ
حکم ہے جو حفظ مراتب نہ کرے وہ زندیق ہے ۱۲ مترجم ـ

صاحب تحقیق ٭ و اندر صفت صدق و یقین صدیقی ٭
ہر مرتبہ از وجود حکمی دارد ٭ گر حفظ مراتب نکنی زندیقی ٭
انتہے ہذا واللہ ولی التوفیق و بیدہ ازمۃ التحقیق یہدی من یشاء و یضل من یشاء۔

صاحب تحقیق الخ انتہے

اور اللہ مدد دینے کا مالک ہے اور اسی کے قبضہ قدرت مین عنان تحقیق ہی جسکو چاہتا ہی ہدایت کرتا ہے اور جسکو چاہتا ہی گمراہ کرتا ہی۔

مسئلہ دہم اگر صاحب ارشاد جواب قائل مسایل وحدت وجود است فرق ناقص و کامل بیان فرماید پس فرق مابین انبیا و اولیا چگونہ نہاد۔
جواب مناسبت و فصاحت و سلاست لفظ این سوال بلکہ جملہ سوالہاے ماسبق و بلاغت معانی آنہا عموماً و تفریع این سوال خصوصاً مخفی نیست ٭ در بساط نکتہ دان خود فروشی شرط نیست ٭ یا سخن دانستہ گو اے مرد عاقل یا خموش ٭ مگر ادب اینجا نباید افتادن و سخنی باید گفتن در جواب لیکن تذکرۃ اولی الالباب باید دانست کہ کامل درین مسئلہ آنست کہ بوجدان و ذوق حقیقی حق را یگانہ بیند و ہم یگانہ یعنی صاحب جمع بحیثیتے کہ وجہ اطلاق حاجب ساتر وجہ تقیید نشود و وجہ تقیید مانع وجہ اطلاق نگردد تنزیہ درعین تشبیہ و تشبیہ درعین تنزیہ بیند

دسواں مسئلہ اگر جواب دینے والے صاحب وحدت وجود کے قائل ہین تو ناقص و کامل کا فرق بیان فرمائین پس فرق انبیا و اولیا مین کرنا چاہئے۔
جواب اس سوال بلکہ سوالات گذشتہ کے لفظون کی مناسبت و فصاحت و سلاست اور انکی معانی کی بلاغت عموماً اور اس سوال مین جو بات پیدا کی گئی ہی وہ خصوصاً پوشیدہ نہین ہی٭ در بساط نکتہ دانان الخ[1] مگر ادب کا خیال نہ کرنا اور بات کا جواب دینا چاہئے تاکہ عقلا کے لئے یادگار رہو۔
جاننا چاہئے کہ کامل وہ ہی جو ذوق و وجدان سے حق کی یکتائی مشاہدہ کرے اور دوئی کا بھی لحاظ رکھے یعنی صاحب جمع ہو اس طرح پر کہ وجہ اطلاق[2] وجہ تقیید کیلئے حجاب نہ ہو اور نہ وجہ تقیید وجہ اطلاق کیلئے نقاب تنزیہ[3] عین تشبیہ[4] ہی اور تشبیہ عین تنزیہ

---

[1] یعنی سمجھدار کو سبھا نگی بات کہکر اپنی سُبکی کرنا نہین زیبا یا تو آدمی بات سمجھکر کہے یا چپ رہی ۱۲ مترجم [2] وجہ اطلاق و وجہ تقیید یہ دونون وجہین باعتبار ذات ہین ایک تو باعتبار سقوط کل اعتبارات ذات کے اور دوسری باعتبار ان اعتبارات کے اثبات کے کیونکہ ذات حق وجود بحت سے مراد ہے اور وہ ایک حیثیت سے مطلق ہی اور دوسری حیثیت سے مقید ۱۲ مترجم
[3] تنزیہ ذات حق کو عیوب نقصان امکانیہ سے پاک جاننا اور باوجود ان اعتبارات و ظہورات کے انکو ہر حال مین مجرد و منزہ ماننا ۱۲ مترجم
[4] تشبیہ ظہور ذات حق مع اسما و صفات مظاہر کونیہ مین باعتبار تنزل و تجلی حسب تقاضا ے مراتب و مقتضیات اعیان ۱۲ مترجم

عارفان ومحققان کائل ہست قال المحقق السامی
فی کتابه الفصوص فی الفص النوحی ؎
فان قلت بالتنزیه کنت مقیداً ⁂ وان
قلت بالتشبیه کنت محدوداً ⁂ وان
قلت بالامرین کنت مسدداً ⁂ وکنت
اماماً فی المعارف وسیداً ⁂ فمن قال
بالاشفاع کان مشرکا ⁂ ومن قال بالافراد
کان موحداً ⁂ فایاك والتشبیه ان کنت
ثانیاً ⁂ وایاك والتنزیه ان کنت مفرداً
فما انت هو بل انت هو وتراه ⁂ فی عین الامور[1]
مسرحاً ومقیداً ـ وکسیکه باستیلاے وحدت
مرتبهٔ خلق را محو سازد مغلوب الحال است ومغلوب
معذور وغلبهٔ حال بر علم صاحب حال نوعے از نقصان
است وکسیکه رویت خلق او را از مشاهدهٔ حق ساتر شود
محجوب است وکسیکه بمجرد علم وحدت یا بتوهم حظوظ
آن علم مرتبهٔ خلق را بر دارد چنانچه اکثر درین وقت بوجه
قرب قیامت یافته میشود الا ماشاء الله ملحد و زندیق
است نعوذ بالله منه ـ باید دانست که حصول مرتبهٔ
کمال عرفان منوط بکمال اتباع سرور کائنات است

عارفین ومحققین کائل کی دید ہی حضرت شیخ اکبر اپنی
کتاب فصوص کے فص نوحی مین فرماتے ہین ؎
کہ پس اگر تو تنزیہ صرف کا قائل ہوگا تو حق کو مقید
کریگا اور اگر تشبیہ محض کا قائل ہوگا تو حق کو محدود
کریگا اور اگر ان دونون باتون یعنی تنزیہ وتشبیہ کا
قائل ہوگا تو راہِ راست پر چلیگا ـ اور معارف مین
پیشوا و سردار ہوگا پس قائلِ اشفاع یعنی دوئی
مشرک ہوا ـ اور قائلِ افراد یعنی یکتائی موحد ـ لہذا
تشبیہ محض سے بچ اگر دوئی کا قائل ہے ـ اسیطرح
تنزیہ صرف سے بچ اگر توحید کا قائل کیونکہ تو وہ نہین ہے
بلکہ تو وہ ہے اور تو اسکو عین اشیا مین مطلق ومقید یکجا دیکھ
اور جو شخص بغلبۂ وحدت خلق کو محو کر دے وہ مغلوب الحال
اور مغلوب معذور ہے غلبۂ حال صاحبِ حال کو علم پر
نقص ہے اور جسکو رویت خلق مشاہدۂ حق سے حاجب ہو
وہ محجوب ہے اور جو شخص بمجرد علم وحدت یا بتوہم حظوظ
اُس علم کے مرتبۂ خلق اُٹھا دے جیسا کہ بیشتر اس زمانہ
مین بوجہ قرب قیامت پایا جاتا ہے الا ماشاء اللہ
وہ ملحد و زندیق ہے نعوذ باللہ منہ ـ مرتبۂ کمالِ عرفان حصول
متابعت نبوی صلعم پر موقوف ہے ـ

[1] فما انت هو الخ یعنی بسبب تیرے مقید و ممکن و محتاج ہونے کے اسکی طرف تو حق نہین ہے تو اس اعتبار سے تو غیر حق ہے
اور اس اعتبار سے کہ تیری ہویت عین ہویتِ حق ہے تو حق ہے اور حق اشیا مین ایک وجہ سے مطلق ہے اور ایک وجہ
سے مقید یعنی بوجہ باطن اشیا کے مطلق اور باعتبار تعینات اور ظاہر کے مقید ۱۲ مترجم

پس عارفے کہ اتباعِ شریعتِ غرّا درو بیشتر عرفانِ او
کامل تر سہ محال است سعدی کہ راہِ صفا؛ توان رفت
جز در پئے مصطفٰے حضرتِ انبیا ہمہ ہادی و ہدایت و عرفان اند
و سرورِ انبیا بدرِ کامل است و ہر ولی بر قدمِ یکے از انبیا است سلام
صلوات اللہ علیہم اجمعین و کسیکہ بر قدمِ سید الانبیا است
او سید الاولیا است مثل سید الشرفا محبوبِ سبحانی محی الدین
شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و لہٰذا میفرماید
قدمی هذه علی رقبة کل ولی اللہ و نیز در قصیدۂ
غوثیہ فرمودہ وکل ولی له قدم وانی ÷ علی قدم
النبی بدر الکمال — و از نیست کہ سلوک و شہود او
در جمیعِ ازمنہ و احوال با خذ احکامِ شریعت و مشاہدۂ اسرارِ حقیقت
نظیر نداشت و بوجہ ہمین جامعیتِ کلیۂ ظاہری و باطنی
بعد از امام حسن عسکری علیہ و علی آبائہ الصلوٰۃ والسلام منصب
ولایتِ کبریٰ بوے رضی اللہ عنہ بخشیدند و فیوض و برکات
کارخانۂ ولایت از جنابِ الٰہی اول بروے رضی اللہ عنہ نازل
میشوند و از انجا قسمت شدہ حسبِ استعداد بہر یک از
اولیا میرسد و کسے را بے توسطِ او فیضے نمیرسد و کسے از مردان
خدا بے واسطۂ او درجۂ ولایت نمی یابد اقطابِ جزئی و ابدال
و اوتاد و نجبا و نقبا و جمیعِ اقسامِ اولیاءِ خدا بوے محتاج اند
و لہٰذا باین بیت ترنم فرمودہ — افلت شموس
الاولین و شمسنا ÷ ابدا علی افق العلی لا تغرب

جس عارف میں اتباعِ شریعت زائد ہو گا اُسکا عرفان
اتنا ہی کامل ہو گا سہ محال[ل] است سعدی کہ راہِ صفا الخ۔
حضرات انبیا علیہم السلام ہدایت و عرفان کے ستارے
ہیں اور حضرت سرورِ انبیا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم بدرِ کامل
ہر ولی ایک نبی کے قدم پر ہوتا ہے جو شخص حضرت سید الانبیا
صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے قدم پر ہو وہ سید الاولیا ہے جیسے
سید الشرفا محبوب سبحانی محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی
رضی اللہ عنہ اسی لئے یہ آپکا ارشاد ہے کہ میرا یہ قدم تمام
اولیا اللہ کی گردن پر ہے نیز قصیدہ غوثیہ میں فرماتے ہیں
کہ ہر ولی کے لئے قدم ہے اور میں بر قدمِ نبوی صلعم بدرِ کامل
ہوں اسی لئے آپکا سلوک و شہود احکامِ شریعت کی پابندی
اور اسرارِ حقیقت کے مشاہدہ میں کل زمانوں سے بے نظیر تھا
اور اسی جامعیت کلیہ ظاہری و باطنی کیوجہ سے حضرت
امام حسن عسکری علیہ السلام کے بعد آپکو منصب ولایت کبریٰ
بخشا گیا حضرت حق سے فیوض و برکات اولاً آپ پر
نازل ہوتے ہیں پھر آپکے ہاتھ سے تقسیم ہو کر حسب استعداد
ہر ولی کو پہنچتے ہیں کسیکو بغیر آپکے ذریعہ کے کوئی فیض نہیں
ملتا اور نہ کوئی بے آپکے واسطے کے درجہ ولایت پاتا ہے
اقطاب جزئی اور ابدال اوتاد و نجبا و نقبا غرضکہ کل اولیا اللہ
آپکے محتاج ہیں اسی لئے آپنے فرمایا کہ اگلوں کے آفتاب
ڈوب گئے اور ہمارا آفتاب ہمیشہ کے بلند افق پر ہے جو کبھی ڈوبنے کا نہیں

[ل] یعنی اتقیٰ و شرع کی راہ چلنا بجز متابعت محمدی کے غیر ممکن ہے ۱۲ مترجم

اینہمہ نتیجہ جامعیت ظاہری و باطنی است تکملی
الوجہ الاتم والاکمل بدانکہ ظاہر و باطن نیز از اسمائے
حق اند و نیز ظاہر و باطن یعنی اضافی اند چیزے را کہ
ظاہر خواہد بود ہم باطن خواہد بود و ممکن نیست تصور
یکے بدون دیگرے پس احکام ظاہر مظاہر اسم ظاہر اند
و عوام و خواص بآن مکلف اند و باطن شریعت احکام
طریقت است کہ از لوازم مظاہر اسم باطن است بوجہ
بطون و تفاوت استعداد بنی آدم و عامہ خلائق بآن
مکلف نیستند و ازین است کہ مسئلہ وحدت وجود را
از مہمات ایمانی نہ پنداشتہ اند و از تمہید این مقدمہ
واضح گردید کہ ہر جا کہ ظاہر شریعت مفقود باطن شریعت
ہم معدوم و ازینجا است کہ خلاف پیمبر کسے رہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید۔ زیادہ اظہار این مسئلہ
وحدت وجود و دیگر حقائق توحید و تجرید و تفرید اکثر عوام را
در الحاد و زندقہ اندازد و موجب بے قیدی میگردد بلکہ
بسالک مبتدی ہم ضرر است کہ از کار بکلی باز میدارد
چنانچہ حضرت مخدوم شیخ سعد خیرآبادی در شرح رسالۂ
مکیہ از محتسب عارفان شیخ قوام الدین قدس سرہ نقل
میفرماید کہ بعضے مخالفت طریقت در ارشاد کشادہ اند
و بطریق تعمیم ہر متعلمی را کہ متوجہ ایشان میشود۔

یہ سب جامعیت کاملہ ظاہری و باطنی کا نتیجہ ہی۔
جاننا چاہئے کہ ظاہر و باطن بھی اسمائے حق ہیں۔
نیز ظاہر و باطن یعنی اضافی ہیں جس چیز کا ظاہر ہوگا
اُسکا باطن بھی ہوگا اور ایک کا تصور بلا دوسرے کے
ممکن نہیں احکام ظاہر اسم ظاہر کے مظاہر ہیں اور
عوام و خواص اُس سے مکلف ہیں اور باطن شریعت
احکام طریقت ہیں جو مظاہر اسم باطن کے لوازم سے
ہیں اور بسبب بطون و فرق استعداد بنی آدم عام
خلائق اُس سے مکلف نہیں اسی لئے مسئلہ وحدت وجود
مہمات ایمانی سے نہیں سمجھا جاتا اس مقدمہ کی تمہید سے
یہ امر واضح ہوگیا کہ جہاں کہیں ظاہر شریعت مفقود ہی ہاں باطن شریعت
بھی معدوم ہے خلاف[1] پیمبر کسے رہ گزید الخ زیادہ
اس مسئلہ وحدت وجود اور حقائق توحید
و تجرید و تفرید کا اظہار اکثر عوام کو الحاد و زندقہ میں
مبتلا کرکے بے قید کر دیتا ہے بلکہ سالک مبتدی کو
بھی مضر ہے کہ بالکل بیکار کر دیتا ہے۔ چنانچہ
حضرت مخدوم شیخ سعد خیرآبادی شرح رسالہ مکیہ میں
محتسب عارفین شیخ قوام الدین قدس سرہ سے
نقل کرکے لکھتے ہیں کہ بعضوں نے مخالف طریقت تلقین و
ارشاد کا دروازہ کھولدیا ہے اور عموماً ہر متعلم کو جو انکی طرف متوجہ ہو

[1] یعنی جو شخص رسول کے خلاف راستہ چلیگا وہ ہرگز منزل مقصود کو نہ پہنچیگا ۱۲۔

بر ترکِ علم تحریض میکنند آن مسکین در بدایت حال
نه مقام ابرار گرفته و نه مقام سالکان مقرب یافته
ترکِ علم در حق اینچنین کس نمودن در خیرات بستن در
بطالت گشادن است و دیگر باز بلا است دیگر آنکه قبل
استقامت فی التوبه مرید را اذن نفی وجود غیر و فنا
فی الله و تجرید التوحید تلقین میکنند و در بدایت حال
چنین سالکین مذبذب هستند که هنوز از مقام ابرار خبر ندارند
ارشاد ذکر در ضلالت و گمراهی می افکنند و از کار
بکلی از میدارد و جائے دیگر فرماید که ای درویش محک
معیار اینکار کتاب و سنت و سیرت سلف است
و جائے دیگر میفرماید که در خزانهٔ جلالی مسطور است خاتم
سید السادات سید جلال بخاری فرمود یکے از علامات
قیامت آنست که علما فاسق گردند و صوفیان جاہل
اعاذنا الله من ذلک اے عزیز این روزها
دیده است که صوفیان بمعائنه دیده میشوند که بے علم
و بے تربیت طریقها و روشهائے نو پیدا کنند و تلقین ذکر
چنانچه مسلسل از مصطفی صلعم در کتب صوفیه می آید
میگذارند و بہ مسے معتقد گردانیدن خلقے را بر گونه دیگر
پیدا کنند و عوام را متحیر ساخته از راه انداخته اند راه راست
دور انداخته اند و بعضے شنیدم که میگوید که در میان آسمان
و زمین است طالبانِ خدا را بمعائنه آن بدانند

ترکِ علم کی رغبت دلاتے ہیں وہ بیچارہ اپنی شروع
حالت میں نہ ابرار ہوتا ہے نہ سالکِ مقرب ایسے
شخص سے ترکِ علم کرانا گویا نیکی کا دروازہ بند کرنا اور برائی کا
دروازہ کھول دینا ہے پھر دوسری بلا یہ ہے کہ قبل درستی
توبہ مریدین کو نفی وجود غیر اور فنا فی اللہ و تجرید توحید
کی تلقین کرتے ہیں اور شروع شروع میں ان سالکین
مذبذبین کو جو ہنوز مقام ابرار سے بیخبر ہیں یہ ارشاد و
تلقین ضلالت و گمراہی میں مبتلا کرکے بالکل بیکار
کر دیتا ہے۔ پھر دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ اے درویش
اس کام کا معیار کتاب و سنت و سیرت سلف ہے۔
ایک جگہ لکھتے ہیں کہ خزانہ جلالی میں مرقوم ہے کہ حضرت
سید جلال بخاری قدس سرہ نے فرمایا کہ علامات قیامت سے
ایک یہ بھی علامت ہے کہ علما فاسق و صوفی جاہل
ہو جائینگے خدا پناہ میں رکھے آج کل وہی زمانہ ہے
برابر صوفیہ کا یہی حال دیکھا جا رہا ہے کہ بے علم و تربیت
نئے نئے طریقے و روشیں ایجاد کرتے اور تلقین ذکر کی
جو سلسل آنحضرت صلعم سے کتب میں چلی آتی ہے
چھوڑتے جاتے ہیں اور خلق اللہ کو معتقد بنانے کی
نئی ترکیبیں کرکے عوام کو متحیر و گمراہ کرتے ہیں میں نے
بعض کی نسبت سنا ہے کہ وہ طالبین حق کو اس جا
معائنہ کا جو مابین زمین و آسمان ہے حکم کرتے

وآنرا تمثیل بذاتِ خدا کنند وطالبے کہ ہم درین معائنہ
نماید آنرا واصل خدا گویند ہے ضلالت و زہی بطالت
تابہ اللہ علیہم رئیسِ درویشان و محتسبِ عارفان
شیخ قوام الحق والدین میفرماید ؎ نادیدہ رخ دوست
مزن لاف تجلی ٭ پرتو نبود عین تو این نکتہ نگہدار ٭
بے نورِ رخش حسن و جمالش نتوان دید ٭ بی تابشِ رخ
مہ نتوان دید رخ یار ۔ انتہیٰ فتامل وانصف
ودر اکثر سخن از تعصب بیان باقی ماند جواب تفریع
از کسوتیکہ معنی ہم است آنہم از جوابہای سابق
مستفاد شدہ ولا باس بالتصریح حضراتِ انبیا
مظاہر امہاتِ اسمای حق اند و مخلوق اند از اسمای ذاتیہ
و ارواح حضراتِ انبیا ارواحِ کلیہ اند ۔
قال المحقق القیصری اعلم انہ قد مرّ فی
المقدمات ان الوجود حقیقۃ واحدۃ
لا تعدد فیہا ولا تکثر ویتعدد بحسب التعینات
والتجلیات فیتکثر ویصیر ارواحا واجساما
ومعانی روحانیۃ واعراضا جسمانیۃ
والارواح منہا کلیۃ وجزئیۃ فارواح الانبیا

اور اُسکی ذاتِ حق سے مثال دیتے ہین جو طالب
ایسا کچھ دیکھنے لگتا ہے اُسکو واصل بحق کہتے ہین ۔
افسوس خدا اُنپر رحم کرے محتسب عارفین حضرت
شیخ قوام الدین فرماتے ہین ؎ نادیدہ رخ دوست
مزن لاف تجلی الخ غور کرکے انصاف کرو اور تعصب
نہ ہو باقی رہا جواب اُس تفریع کا جو لباس معنی
خاص رکھتا ہے وہ بھی پہلے جوابون سے پیدا ہوتا ہے
مگر اُسکی تصریح مین بھی کوئی مضائقہ نہین ۔
حضرات انبیا علیہم السلام امہات اسمای حق کے
مظاہر ہین اور اُسکے اسمائے ذاتیہ سے مخلوق
اُنکی ارواح ارواح کلیہ ہین ۔ محقق قیصری لکھتے ہین
کہ یہ امر مقدمات مین بیان ہو چکا کہ وجود
حقیقت واحدہ ہے جس مین تعدد و تکثر
نہین بحسب تعینات و تجلیات وہ متعدد
ہو کر متکثر ہوتا ہے اور ارواح و اجسام و معانی
روحانیہ و اعراض جسمانیہ ہو جاتا ہے اور
ارواح کلی بھی ہین اور جزئی بھی حضرات
انبیا ر

لہ یعنی بغیر خدا کو دیکھے تجلی کی ڈینگین نہ ہانکو یہ یاد رکھو کہ تمہارا سایہ تمہارا عین نہین ہو سکتا اُسکا حسن و جمال بغیر اُسکے چہرہ
کے نور کے دیکھنا ممکن نہین نہ اُسکا چہرہ بغیر اُس چہرہ کے نور کے دیکھنا ممکن ہے یعنی ذات حقیقی کی دریافت اُس ذات سے ہے غیر سے نہین ۱۲ مترجم
سلہ تفریع کسی چیز سے فرع نکالنا ۱۲ مترجم سلہ امہات اسما سے اسمائے سبعہ ذاتیہ مراد ہین جو یہ ہین ۔ حی
علیم مرید قدیر سمیع بصیر کلیم انہین کو ائمہ سبعہ بھی کہتے ہین ۱۲ مترجم

عليهم السلام ارواح كلية تشمل كل روح
منها على ارواح من يدخل فى حكمه واتباعه
فى امته كما ان الاسماء الجزئية داخلة
فى الاسماء الكلية على ما بيّنا فى فصل الاسماء
انتهى، و باید دانست که حضرات رسل و انبیا متبوع اند
و حضرات اولیا تابع والتابع لا يدرك المتبوع
ابدا فيما هو تابع له و نیز ظاهر است که در رسول
سه مرتبه جمع شده رسالت و نبوت و ولایت و
در نبی دو مرتبه نبوت و ولایت و در ولی یک مرتبه
یعنی ولایت پس رسول که جامع هر سه مراتب است
از نبی افضل است و نبی که جامع مرتبتین است از ولی
افضل است هذا والله هو الولی الحمید
والصلوة على حبيبه صاحب المقام
المحمود اللهم ارنا الحق حقا وارزقنا
اتباعه وارنا الباطل باطلا وارزقنا
اجتنابه

مسئلہ یازدهم چیست معنی قول الآن
کما کان و آنچه در اکثر ادعیه وارد شده که سبحان
من لا يتغير بذاته ولا صفاته بحدوث
الاكوان ومن عرف نفسه فقد عرف
ربه الجواب ظهور مخلوقات و نسبت آنها

علیہم السلام کی روحین کلی ہین اور شامل ہین سب جزوی رو
حون کو جو اُنکے حکم مین ہوتی ہین اور اُنکی
اُمت مین ہونگی شامل ہوتی ہین جسطرح کہ اسمائے
جزئیہ اسمائے کلیہ مین داخل ہین جیسا کہ ہمنے فصل اسما
مین بیان کیا انتہی حضرات انبیا و رسل متبوع اور
حضرات اولیا اُنکے تابع ہین اور تابع متبوع کو جس
چیز مین کہ وہ اُسکا تابع ہے کبھی پا نہین سکتا اور یہ بھی
ظاہر ہے کہ رسول مین تین مرتبے جمع ہوے رسالت
و نبوت و ولایت اور نبی مین دو مرتبے نبوت
و ولایت اور ولی مین ایک مرتبہ یعنی ولایت
لہذا رسول جو تینون مرتبونکا جامع ہے نبی سے افضل ہے
اور نبی جو دو مرتبونکا جامع ہے ولی سے افضل ہے اسکو
یاد رکھنا چاہیے اور اللہ ولی حمید ہے اور درود اُسکے
حبیب صاحب مقام محمود پر یا الٰہی ہمکو حق بات
حق دکھلا اور اُسکی پیروی کی ہمت دے اور امر باطل کو
باطل دکھا اور اُس سے بچنے کی توفیق دے۔

گیارہوان مسئلہ اس قول کے کیا معنی ہین
کہ (حق) اب بھی ویسا ہی ہے جیسا کہ تھا اور یہ جو اکثر
دعاؤن مین وارد ہے کہ پاک ہے وہ ذات جسکی ذات و صفات
مین مخلوقات کے ظہور سے کوئی تغیر نہین پیدا ہوا اور جسنے اپنے نفس کو
پہچانا اُسنے اپنے پروردگار کو پہچانا اسکا کیا مطلب ہے جواب مخلوقات کا
ظہور اور اُنکی نسبت۔

باقی چون نسبت واحد است با عدد دو واحد
عدد نیست که مقدار معین دارد و صفات
لازمه چون ترکیب با امثال خود گیرد عقد دیگر
منعقد شود مثلاً عشرون که مرکب است از نسبت
افراد است و علی هذا دیگر مراتب عدد به پیچ
بر عقد معین با اینهمه تقلب و تصرف
تعداد در مرتبه وحدانی و حیثیت عددی موجود است
پس درست آمد معنی الآن کما کان لیکن
فرق میان عدد و حقیقت واجبه اینقدر است
که او بعد تخلف این اوصاف گو آن تخلف فرضی
باشد معدوم نگردد و بقدامت قدیمه خود باز بماند
و این عدد بعد شکستن حد صفت لازمه خود
معدوم میگردد والله اعلم و معنی قول من عرف
نفسه بدینگونه است که انسان را بوجهی آفریده اند
که خود خود را هم دریابد و این از آن صورت بندد
که در زمین استعداد او اولاً درختی از عشق بروید
و بسبب او فیوض غیبی ورود یابند و آتش تجلی
الهی در گیرد آنگاه هیزم خواص بشریت از و سوخته
و خاکستر گردند و در عین سوختگی خواه بعد آن نفس
این را که عبارت از لقای علم تعین جزئی خود است
بتجلیات قدسیه لقای دهند و بعد از آن از انهم

حق کے ساتھ ویسی ہے جیسے ایک کی نسبت
اعداد کے ساتھ واحد ایک عدد ہے جو مقدار معین
اور صفات لازمی رکھتا ہے اور جب وہ اپنی
امثال سے مرکب ہوتا ہے تو اس ترکیب سے
دوسرا عقد منعقد ہوتا ہے جیسے بیس کہ بیس اکائیوں سے
مرکب ہے اسیطرح اور مراتب عدد بیچ پیچ واحد
ہر عقد معین ہیں با اینہمہ تقلب و تصرف اکائی
و حیثیت عددی کی صورت سے موجود ہے لہذا
الآن کما کان کے معنی درست آئے مگر عدد
اور حقیقت واجبہ میں یہ فرق ہے کہ وہ ان اوصاف
کے چھوٹ جانے سے گو وہ چھوٹ جانا فرضی ہو
معدوم نہیں ہوتا اپنی قدامت قدیمہ پر رہتا ہے
اور یہ عدد اپنی حد صفت لازمہ کے ٹوٹنے کے بعد
معدوم ہو جاتا ہے واللہ اعلم۔ اور من عرف نفسہ کے
معنی اس طور پر ہیں کہ انسان کو ایسا پیدا کیا ہے کہ وہ
اپنی بھی معرفت حاصل کرے یہ اسطرح ہو سکتا ہے
کہ پہلے اپنی زمین استعداد میں عشق کا درخت پیدا کرے کہ
اسکی وجہ سے فیوض غیبی کا ورود ہو اور اس میں تجلی الہی کی
آگ لگ جائے اور اسکے خواص بشریت جلکر خاک ہو جائیں
اور اس سوختگی میں خواہ اسکے بعد اسکے نفس کو جس سے اپنی تعین جزئی
بقائے علم مراد ہے تجلیات قدسیہ کی بقا عطا کریں پھر اس کو بھی

ترقی کند و علم او بعلم الٰہی بواسطۂ حصول رابطۂ ذاتی حقیقی مستہلک گردد این را وصلِ عریانی گویند و ازینجا حافظ میفرماید ع رازِ درونِ پردہ ز رندانِ مست پرس ؎ کین حال نیست صوفیِ عالی مقام را [1] یعنی تا دخول در مدارج اطلاق میسر نگردد و رسیدن باطلاق صورت نہ بندد و صوفی عبارت از مرتبۂ بقا بصفاتِ الٰہی است کہ دران مرتبہ از صفاتِ بشری سالک بری میگردد و مراد از عشق اینجا ذاتِ ازلیہ است کہ در نفوس بمقتضاے بدایتِ ذات جل جلالہ مکنون است نہ آن عشق کہ منتہاے آن سویداے قلب است چہ قلب درین مرتبہ بالکلیہ نیست و نابود است و حدیث کنت سمعہ و بصرہ نیز ازین مقام فناے بحت است و بقا بصفات الٰہیہ حقا کہ این چنین کس را رنگین ساختن طالبان بہ صبغۃ اللہ و طالبین بمرتبۂ کمال حاصل است حق سبحانہ ببرکت انفاس متبرکہ بزرگان بہرۂ کافی ازین مقام نصیب این احقر گرداند قد تم بعون اللہ اکبر ۔ فقط

ترقی کرے ۔ اور اسکو رابطۂ ذاتی حقیقی ایسا حاصل ہو کہ اسکا علم علمِ الٰہی مین اس رابطہ کے ذریعہ سے کھپ جاے اِسی کو وصلِ عریان کہتے ہین یہین سے حافظ فرماتے ہین ع رازِ درونِ پردہ ز رندانِ مست [1] پرس ۔ جبتک مدارجِ اطلاق مین گذر میسر نہوگا اطلاق مین پہنچنا ممکن نہین اور صوفی وہ ہی جو اپنی صفات بشری سے بری ہوکر بصفاتِ الٰہی باقی ہو اور عشق سے مراد یہان ذاتِ ازلی ہے جو نفوس مین بمقتضاے بدایتِ ذاتِ حق جل جلالہ پوشیدہ ہے نہ وہ عشق جسکا منشا سویداے قلب ہے کیونکہ قلب اس مرتبہ مین بالکل نیست و نابود ہے حدیث کنت سمعہ [2] و بصرہ بھی اسی مقام فناے بحت و بقا بصفاتِ الٰہیہ سے ہے ۔ بیشک ایسا شخص طالبین کو خدا کے رنگ مین ایک لمحہ مین رنگ سکتا ہے ۔ حق سبحانہ ببرکت انفاس متبرکہ بزرگان دین یہ مقام مجھ احقر کو بھی نصیب کرے ۔ یہ رسالہ بحمد اللہ الٰہی ختم ہوا ۔ فقط

[1] یعنی پردہ کے اندر کا حال رندانِ مست سے پوچھو ۔ کیونکہ یہ حال صوفیِ عالی مقام کو حاصل نہین ہے ۱۲ مترجم

[2] مین اسکی سماعت و بصارت ہوجاتا ہون ۱۲

۱۵۵۵۴

صحت نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴	۹	ازاینجی	ازانجا	۴۶	۴	محدودآ	محدودآ
۵	۱۵	ما	با	=	۲ خ	ار	اور
۱۰	۱۵	صفاہین	صفاتہائین	=	۳ ح	بہ ہ	بدرجہ
۱۴	۳	جنہوں	جنہوں نے	۴۷	۶	الدن	الدین
۱۶	۳	کا	کی	۴۹	۹	از	باز
۱۹	۹	ہی	وہی	=	۱۱	خامت	خدمت
۲۱	۱۶	اسلئے	اور اسلئے	=	۱۵	وز	روز
۲۳	۴	لہٰذا	لہذا	=	۱۶	طلاقی	طرقہا
=	۶ ترجمہ	جنت و	جنت	=	۱۸	ہبرسے	برا سے
۲۶	۱۸	مطر	مطہر	=	۱۹	بذو	دبر
				=	=	ز	از
۲۷	۲۱ ح	ایہم وہو	مایہم وجود	=	۲۰	بعضی	بعضے را
=	=	آپ	اپنے	۵۱	۳ ترجمہ	اسہ	اسہار
۲۹	۹	ن	متجلی				
۳۵	۱۸	۰	و				
۳۷	۳ ترجمہ	م	ہم				
=	۳ ح	سدا	لہذا				
۳۹	۱۵	ہردو عالم	ہر عالم				
۴۲	۱۳ ترجمہ	الواحدین	الموحدین				

تازہ بشارت

درۃ البیضا فی تحقیق صداق فاطمۃ الزہرا - اردو - در بیان تحقیق مہر فاطمی و دیگر مسائل متعلقہ نکاح مع حالات ازواج مطہرات و بنات علیہا السلام از حضرت مولف کتاب ہذا قیمت [illegible]

احسن الافادہ لارباب الارادہ - اردو - مسئلہ بیعت زوجہ با زوج کی [illegible] تحقیق - از حضرت مولف کتاب ہذا .... قیمت [illegible]

جواہر المعارف - یعنی مکتوبات فارسی و اردو حضرت مولف کتاب ہذا مرتبہ جناب مولوی محمد تقی حیدر صاحب سلمہ .... قیمت [illegible]

نفحات العنبریہ من انفاس القلندریہ - اردو - در حالات حضرات قلندران عظام قدست اسرارہم - قیمت قسم اول [illegible] قسم دوم .... [illegible]

تحفہ نظامیہ - از حضرت مخدوم شیخ [illegible] کاکوروی مع ترجمہ اردو از جناب مولوی محمد تقی حیدر صاحب سلمہ .... قیمت [illegible]

مصباح التعرف لارباب التصوف - اردو - در بیان اصطلاحات حضرات صوفیہ - مولفہ جناب مولوی حافظ محمد علی حیدر صاحب سلمہ -

قیمت قسم اول کاغذ سفید [illegible] قسم دوم بادامی .... [illegible]

الکہف والرقیم فی شرح بسم اللہ الرحمن الرحیم مع ترجمہ نور [illegible] شرح [illegible] فیض الکریم و مقدمہ موسومہ بہ کنز العظیم اردو - اصل از حضرت سید عبد الکریم جیلی و ترجمہ از مولوی محمد تقی حیدر صاحب کاکوروی و شرح و مقدمہ از جناب منشی محمد تاج الدین [illegible] .... [illegible]